تعرض تماشا و تدارک آموز تماشا

سوانح شاہ اودھ

دیباچہ

پُرخون ز فراقت جگری نیست که نیست — شیدای تو صاحب نظری نیست که نیست

با تحفه نداری سر سودائی کسے — سودائے تو در هیچ سری نیست که نیست

بڑے لوگون کی سوانح عمری سے زیادہ عبرت انگیز اور معنی خیز کوئی بات نہین
خواہ اسمین شاہنشاہ ہون یا بادشاہ - وزیر ہون یا امیر - صاحب ملک و مال ہون یا تاجدار
گلگون قبا - عالم ہون یا فاضل - شاعر ہون یا کامل - موجد ہون یا حکیم - فلاسفر ہون یا
پولیٹیشن - سیاح ہون یا جہانگرد وغیرہ وغیرہ اپنے اپنے رنگ مین اصناف بشری
پر ان لوگون کے سوانح سے بہت کچھ اثر پڑتا ہے - خشک نصائح سے یورپ کے
علما نے مثال کو زیادہ پسند کیا ہے جسکی کثرت سوانح مین ہوتی ہے اُس کے پڑھنے
سے پسماندگان تو قول وجہ و نقوش قدم رفتگان سابق کا پتہ لگاکر اپنی منزل پر
دون تون پہنچ جاتے ہین اور اپنی زندگی کے مقصد کو اس طرح پر حاصل کر سکتے ہین

یہ سطرین ان اوراق کی فراہمی کی وجہ کو شاید کافی طور پر بیان کرتی ہین۔ پس زیادہ تمہید
کی ضرورت نہین۔

بہت تھوڑے دیکھا کہ جب سلطان عالم حضرت محمد واجد علی شاہ سابق شاہ
اودھ کا مٹیا برج مین انتقال ہو گیا اور اُن کی خاک خاک مین ملگئی مناسب معلوم ہوتا ہے
کہ اُن کی عمر کی سوانح کو معتبر اخبارات سے ایک سال کی صورت مین مدون کردون
نام خیر باقی رہے ورنہ جس طرح ہندوستان کی براے نام بادشاہی کا نشیمن بھی
عدم ہو گیا عجب نہین کہ یہ واقعات بھی جو اس وقت ہلوگون کے نوک بر زبان ہین
نسیاً منسیاً ہو جائین اور ہندوستان کے ایک سرسبز و شاداب زمانے پہ خزان کے
جھونکے غالب ہون کہ اُن کا نشان تک بھی نہ ملے۔

سلطان عالم حضرت محمد واجد علی شاہ صاحب مرحوم لکھنؤ کے سب سے پچھلے
بادشاہ تھے۔ انہین کے عہد مین سلطنت کے زوال کا پایہ کمال کو پہونچا اور جو ضرابیان
کہ ایشیائی انتظام کی وجہ سے ایک عرصۂ دراز سے چلی آتی تھین ان سب نے یکجا
ہو کر ان کی بادشاہی کو خلعت انتزاع عنایت کیا۔ عیش پرستی کا الزام ایسا نہین جسے ہم
لوگ رہا کر دین۔ تقریباً سو برس سے لکھنؤ کی سلطنت چلی آتی تھی۔ اور اُسکے مالک یکے بعد
دیگرے رسوم و تکلفات ایشیائی کے زنجیر سے جکڑے جاتے تھے۔ چونکہ سلطان عالم
کی قسمت مین آخر بادشاہ ہونا لکھا تھا اس لئے وہ تکلفات مین سب سے نمبر اول تھے
پس اُن پر عیش پسندی کا الزام لگانا ایک ایسی بات ہے جس سے اب تک کوئی ایشیائی
تاجدار خالی نہین۔ کیا یہ کہدینا کافی نہین ہو سکتا کہ وہ بھی اُسی رنگ سے ہمرنگ تھے
لیکن کچھ ہو۔ جب تک اودہ کی سلطنت قائم و برقرار رہی۔ ہندوستان کے فضلا و کاملین کا
مرجع دلیجا تھی۔ دولت کے ساتھ علم بھی ہمدوش ہوتا ہے۔ جہان کہین سلطنت
ہوتی ہے مثل اودہ تاجدار ان کے ادیب۔ فضلا۔ حکما۔ شعرا۔ ناظم۔ ناثر بھی اپنی سلع علم

فضل و تحقیق و تصنیف کو شغل مین واکر حاضر ہوتے ہین اور اپنی محنت شاقہ کا صلہ پاتے ہین
واجد علیشاہ مین ہزار عیب اور دو ہزار برائیان ہہی مگر پھر بھی اُن کے عہد تک اودھ
کی دولت ہمالیہ کی حدود کے اندر ہی رہتی تھی جس سے لاکھون بندگان خدا متمتع اور
مستفیض ہوتے تھے۔ یقینی ناسپاسی ہے اگر ایسے شخص کی وفات پر ہم چند کلمات
مین واجبی تحسر اور عبرت بھی نہ ادا کرین۔ مورخون کا قاعدہ ہوتا ہے کہ اپنے ہیرو
(جس شخص کا ذکر کتاب مین ہو) کا تذکرہ نیک اور شایستہ الفاظ مین کیا کرتے ہین اور بسا
اوقات فطرتی محبت سے اُن کا قلم جادۂ انصاف سے گذر جاتا ہے۔ ہم اپنی تحریر مین
ایک حرف بھی مبالغہ آمیز یا اُس محبت کے اثر سے نہ لکھین گے جو اپنے ہیرو کی نسبت
ہر ایک مورخ۔ شاعر۔ ناولسٹ کو ہوتی ہے۔ بلکہ سادے اور سیدھے بیان مین عموماً
ہندوستانیون کو اور خصوصاً والیان ریاستہائے ہندوستان کو یہ سمجھا دین گے
کہ ایک شاہی گہرانے کے بگڑ جانے سے کیا کچھ انقلاب عظیم پیدا ہوتا ہے۔ بمقابلہ
اپنے قدیم زمانہ کے جو ۷ فروری سنہ ۱۸۵۶ع کو ختم ہوا سلطان عالم حضرت واجد علی شاہ اب
کچھ بھی نہ تھے صرف قریب ۱۵ لاکھ روپیہ سالانہ کے گورنمنٹ انگریزی سے اُن کو ملتا تھا تاہم
اس واقعہ سے کون بشر آگاہ نہین کہ سات ہزار آدمی اُن کے ساتھ مٹیا برج مین رہتے تھے
اور تقریباً دس پندرہ ہزار اور اُن کے متوسلین کو اُن کی ذات سے ایسا فائدہ
پہونچتا تھا کہ رات کو پاؤن پھیلا کر سوتے تھے۔ پس جس وقت اودھ کی سلطنت تلف
ہوئی ہوگی کیسا کچھ عام ہندوستان اور اُسکے باشندون کا نقصان ہوا ہوگا جو والیان
ممالک اپنے فرائض کو نہین سمجھتے اور اپنی قدر نہین کرتے وہ غفلت مین بھی آنکھین
کھولکر کبھی بھولے سے یہ تو دیکھ لیا کرین اور سمجھ لیا کرین کہ اُن کی ذات سے کتنی بیشمار
مخلوق خدا کے تعلقات وابستہ ہین شاید اسی تدبیر سے وہ اپنی غفلت شعاریون سے
باز آئین اور ملک کے ساتھ اُس فرض کو ادا کرین جو شاہنشاہ حقیقی نے اُنکے سپرد کیا ہے۔

بڑی حسرتناک وہ زمین ہے جہان سلطان عالم محمد واجد علیشاہ صاحب پیوند خاک ہوگئے۔ آرزوؤن کا مقتل۔ حسرتون کا گورستان اگر اسکو لقب دیا جائے ذرا بھی مبالغہ نہین۔ اب کیونکر ایسا شہر پھر پیدا ہوسکتا ہے جس نے ایک بنی ہوئی سلطنت کے تکلفات و ناز و نعیم مین پرورش پائی ہو۔ جس کے عہد مین ہزارون عالم۔ فاضل ہر سال تعلیم پاکر تیار ہوتے ہون۔ جس کے ایثار و سخا سے ایک عالم کا دامن مراد پر ہو۔ جس کے دریائے کرم سے تشنہ کامون کو سیرابی ہوتی ہو۔ جسکے نوال وجود کا شہرہ چہار دانگ عالم مین پہنچا ہو۔ جس نے اپنے ملک کی نفع رسانی کے خیال سے کبھی اپنی آمدنی کے بڑھانے کی فکر نہ کی ہو۔ جس کے دس روپیہ کے نوکر ہزار روپیہ کا خرچ رکھتے ہون۔ جس کے زمانہ مین عمدہ عمدہ عمارتین لکھنؤ مین بنی ہون۔ جس کی سلطنت مین شرفا کی قدر ہوتی ہو۔ جسکی حکومت مین مسلمانون کی وہ عزت تھی جو آج اُن کی قوم سے مفقود ہوکر دوسری اقوام مین چلی گئی اور جسکو حسرت بھری ہوئی نگاہ سے وہ خاموش دیکھتے ہین۔ اور حاصل نہین کرسکتے اور نہ حاصل کرسکین گے۔ ذات واجب الوجود بفرض محال اگر محال پر بھی قادر ہوتی تب بھی سلطان عالم کا ثانی مشکل سے پیدا ہوسکتا۔ پرہیزگار متقی۔ ناثر۔ نالشم۔ خوشرو۔ خوشخو۔ رقیق القلب۔ راستباز۔ راضی برضا۔ شاکر بقضا۔ خلیق۔ فہیم۔ ذکی۔ سخی۔ جواد۔ کریم۔ رحیم۔ قدرشناس۔ قدردان شریف و شریف پرور۔ کیا کچھ سلطان عالم نہ تھے۔ اُن کی وفات سے صاحب نظر عین کے کلیجے سوختہ کرتے ہین۔ اُن کی موت سے اُن کے اعزا و اقربا کے قلب شق ہوتے ہین۔ اور کیونکر نہ ہون۔ ع۔ آن قدح بشکست و آن ساقی نماند۔

۱۸۹۵ء مین جبکہ محرر سطور ہذا نہایت خورد سال تھا۔ ہم لوگون کا قیام دہلی مین تھا۔ چند خاص مصاحب حضرت سلطان عالم کے مثل نواب انیس الدولہ وغیرہ ہمارے ہان اپنی اغراض کے لئے حاضر رہتے تھے۔ والدی المرحوم عالی جناب بھی الراہبے

سے ملے اہل لیاقت حسان العرب و فردوسی عجم شاہنشاہ اقلیم معانی و بیانی۔ خدائے فنون سخندانی منشی سید احمد حسن صاحب فرقانی آئے وہ لوگ اکثر اوصاف خدایگان کو بیان کرکے اُن کی لیاقت علمی و سخن فہمی کی تعریف کرتے تھے۔ آخر وہ مصر ہوئے کہ ہم نے حضور سلطان عالم سے آپکی تعریف کی ہے کچھ تعریف میں لکھئے۔ مگر یہ سمجھ لیجئے کہ لکھنؤ میں سیکڑوں قصاید روزانہ گذرتے تھے جو لکھیں ایسا ہو کہ دیدہ نہ شنیدہ۔ اسپر والد مرحوم متبسم ہوئے اور کہا نواب صاحب آپ اطمینان رکھئے جو کچھ یہاں سے لکھا جائے گا ہندوستان الگ طرف عرب و عجم سے بھی اسکا ثانی پیدا نہیں ہو سکتا پھر ایک قصیدہ غرا تصنیف فرمایا جسکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ اسکو قطعہ کے قلم سے نہایت خوشخط تحریر اور مذہب و مطلا کرا کر سلطان عالم کی خدمت میں روانہ کیا۔ فرمایا ان جواہر ریزوں کو سونے چاندی سے بیچنے کی کیا ضرورت تھی اور شرعی قسم کھا کر ارشاد فرمایا آج تک میرے لئے ایسا قصیدہ اُس زمانہ میں بھی پیش ہوا تھا جبکہ لکھنؤ مجمع فضل و شعرا تھا اور بافسوس کہا کہ اب ہم فقیر ہو گئے ہیں۔ کیا صلہ دیں۔ اسپر نواب انیس الدولہ نے کہا فضل شعرا کے نذر زر و مال تمنا سے مصنف علام نہیں۔ اُن کو خدا نے سب کچھ دے رکھا ہے۔ پھر سلطان عالم نے سن مبارک دریافت کیا حسب و نسب سے آگاہی کی اشعار قصیدہ پر وجد کرنے لگے اور جملہ علما و فضلا موجودگان مٹیا برج قائل ہو گئے۔ کہ زمین درکنار آسمان سے بھی ایسا کلام نہیں آ سکتا۔ اس قصیدہ کی فصاحت و شیرین بیانی پر جب غور کی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ آج سے چھ سات سو برس پہلے کی ایک بزم اصفہان و شیراز میں آراستہ ہے۔ پہلوانان عجم عندلیب آسا اپنی کلام کو پڑھ رہے ہیں۔ مگر جب یہ عروس کلام اپنے چہرہ سے نقاب اوٹھاتی ہے ایک حیرت تمام بزم پر طاری ہو گئی۔ کس رنگ سے مدح کے مضامین میں جدت طبع دکھائی ہے کہ سبحان اللہ۔ زوال سلطنت اودہ کا عذر کیا معقول کیا ہے کہ

صلہ صلہ - میرے چچا مولوی منشی سید مہدی علی صاحب جو ایک جلیل القدر فاضل
ہین اور فی الحال ڈپٹی کلکٹر ضلع جہانسی ہین بارہا والد مرحوم سے انکا کلام سنکر فرمایا
کرتے تھے کہ "بہائی صاحب قبلہ ہو گرچہ بات کرنی بہی نہین آتی جب یہ دیکھا جاتا ہے
آپ کیس طرز سے مطلب کو ادا کرتے ہین ہمارے لئے محض یہ فخر کافی ہے کہ ہم آپ سے
تعلق رشتہ داری رکھتے ہین - ورنہ بخدا آپ کے سامنے ہم زبان نہین کھول سکتے"
ایسا بڑا قادر سخن نظر نہین آتا - عجم کے شعرا کے دیوانون اور متاخرین و متقدمین
کے کلیات کو چھپنکدو اُن مین کیا رکھا ہے جو یہان نہین - کیسے کیسے صاحب کمال
صفحہ ہستی پر پیدا ہوئے اور بہت تھوڑے عرصہ مین حرف غلط کی طرح مٹ گئے -
سلطان عالم نے باوصف انکار خلعت فاخرہ عطا فرمایا اور خواہشمند ہے کہ کبھی والد مرحوم
تشریف لیجائین - تو شرف صحبت و مجالست ہو - مگر کچھ ایسا استغنا مزاج مین تھا کہ
ماسوائے اللہ امور سے تعلق ہی نہ تھا - شب و روز اوراد و وظایف مین مصروف رہتے
تھے - اور اپنے جد بزرگوار حضرت علی ابن ابیطالب کے ارشاد کو اکثر بیان کرتے کہ
حلالہا حساب و حرامہا عقاب فرمایا کرتے کیا دنیا طلبی ہو - کافی ہے جو کچھ ہے -
بہرکیف تشنہ مختصر وہ قصیدہ حرف بحرف درج کیا جاتا ہے - ناظرین سخن فہم
داد سخن دینگے ؞

قصید

در ستایش بندگان سلطان ابن السلطان الخاقان ابن الخاقان
المولی الاعدل الاعظم الملک الاقدم الاکرم قیصر زمان - سلطان عالم

ابوالمنصور ناصرالدین محمد واجد علی شاه بهادر اختر خلد الله تعالے
ملکه وسلطنته ودولته وابد میامن شوکته وصولته

مطلع

سپیده بر که زطرفِ مشرق دمید از آن سان که گل گلشن

وساده افروز تختِ مینا سوادِ شب را نمود روشن

دقیقه گر دید از آسِ گردون حبوبِ انجم بکید و ساعت

که برقرار وظیفه قرصے جہانیان را رسد معین

فکند دلوے زماه انور زخیطِ ابیض بتافت رشته

سیاهِ شب تا زجیبِ ظلمت کشید یوسف زبون اصعد فن

طرازِ خیر الثیاب پیش صباح قصار و رشش زچشمه

چو دید ملبوس لیلیٔ شب که بود ناخوشتر از سکاحن

سپیده آئینه داشت پیش شفق حنا بست چون مشاطه

عروس خاور بجلوه‌ها مد بطرز نیک و بوجه احسن
بگشت سبزی مباهات ازان فزون ز تعین برون ز احصا
جناح زرّین گشاد مرغے رسید برچید جمله ازان
چو عود شب را بمجمر خور نهاد گردون رسید ناگه
بمغز جن و مشام انسان شمیم عنبر نسیم چندن
محیط خضرا و سطح غبرا ز عکس شرخ و خیال سبزه
بسان دیبا شده منقش بشکل سندس شده ملوّن
غزل سرا شد بعیش قمری نوائے عشرت کشید بلبل
قبای غنچه ز پوست بیرون برید نسرین قمیص بر تن
باهتزاز است ازین طرب جان درون قالب بسے تفرج
چنانکه سبزه میان گلشن چنانکه ذرّه میان روزن
میان شام و سحر نزاعے برفت بهر جمال و رونق

بتیات لوح مع آخر نحر مقالتش نشیند مسند حسن
خلاصه سلطان نیمه روز از افق برآمد بفتح و نصرت
چنانکه یونس ز بطن ماهی چنانکه رستم ز چاه بیژن
ز چیست دانی که شاه انجم ز تخت سر بر زند ز مشرق
بیا و بشنو که بر گرفتم ز سر مکنون کنون نهفتن +
بشرق شاهنشهی ست والا که ز اقتباس رواق جاهش
جهان فروزد و گشت زرین اگر نه گردی بدی خماهن
اگر ندانی خجسته نامش بدانکه اسمش شده اسم اعظم
سپاس صد جان پذیر از من که بر تو اینک کنم مبین
جناب واجد علی عالی نصیر دنیا و ناصر دین
خدیو عالم نسیب آدم کریم اعظم حبیب ذوالمن
محمد احسان علی سجایا حسن شمایل حسین خصلت

بشر بصورت ملک بسیرت خجسته عادت ستوده دین
برزم قارن ببزم خسرو بجود حاتم بجاه آصف
بفر فریدون بدم مسیحا بدل سلیمان بتن تهمتن
بساط مجد و بنای شاهی سر برنیاک رواج ملت
بدو ممهد بدو مشید بدو مشرف بدو مزین
سخای کامل عطای شامل لطایف حائل برات سائل
بدو مباهی بدو مفاخر بدو مسلم بدو معین
مطیع و منقاد و رام و تابع بزیر زین سوار تختش
سمند دوران سپهر گردان جهان سرکش زمان توسن
ببست در گردش قباد و سنجر دمیکه افسر نهاد بر سر
نطاق خدمت دوال طاعت غاشیه دولت خطاب کن تن
شهان عصر ملوک دوران بصد قدر شن زروی دهشت

ستایی خاضع فتاده ساجد بمانده حیران نهاده گردن

گذشته حیث نفاذ امرش برفته زانسو صفات عدلش

ز طوس تا کاشان ز مصر و کنعان ز زنگ تا ایران ز روم تا ارمن

نمی پسندد نجات کافر اگر نه حکمش بدست قدرت

همی توانند که بگذرانند قطار اشتر ز سم سوزن

سپهر سیارگان ضیایش مدار چرخ برین ولایش

اگر بگوید باست با خور نه شام بینی دگر نه خفتن

اگر نه بیند بچشم سطوت نجوم گردون بهم گدازد

چنانکه اندر هوا ز گنبد گسسته خرد و گسسته درهمن

تن ضعیف آمل همیشه نژند بودی و خوار فلا عمر

بالتفاتش مشرفه با اصطناعش مشرفه دشمن

تمام فیضش اگر نبارد نظام عالم ز هم برافتد

ز صلب نیسان بقعر دریا گهر نگردد دگر مگو سخن

بفیض جودش که باد دائم اگر ببیند کرم ببیند

طباق سبعه شوند سبعین جهات سته شود مثمن

درخش قهرش کند مبینا اگر بنفی نتائج آید

صور نه بندد دگر هیولی نزاید آتش ز سنگ و آهن

برون ز سلطان کراست امکان که می نماید بچشم احسان

ز قطره چشمه ز موجه دریا ز ذره کوکب ز دانه خرمن

چنین که دورش خوشست و خرم عجب نباشد اگر بگیرد

بهار عهدش بخط سبزه خط غلامی ز سرو و سوسن

قطعه

کشیدم دست از دیار و کشور زهی وفا و ثبات پیمان

گزیدم خوشش مبارک عنوان رضاے شاه سربلندان

زراه صورت بود لیک ز روی معنی کمال حکمت
نه بینی اختر نشاه دهلی چکرد بازی سپهر میمن
بلی چه باشد خرد که بندد به نکته هیچون خیال مدخل
خدا ز آتش خلیل خود را دهان گلها میان گلخن
حذر ز وقتیکه بهر هیجا سپه بر اندیشان برد یا
زمین بجنبد ز رمح و خنجر جهان بجنبد ز درع و جوشن
ز باد سم تگاور آتش هوا بگیرد و غبار ارضین
بساط اخضر شود معنبر خراس نیلی شود مطین
ز طعن و ضرب یلان لشکر بر بستر زمین در آید
نگریه رستم چو بیره زالان بناله بهمن چو ابر بهمن
خدا شناسا خدا پرستا خدا نگاها منزه بندا
سنر و فراتر ز عرش و کرسی هماے قدر ترا نشیمن

فعال بذل و رموز علم و کنوز حکم و کرام دین را
کف تو مصدر دل تو مظہر لب تو مکمن در تو مامن

خدا نمائد زیر کام خاطر کسے و مبارک الّا
ہوس ز حرمان تو حسب ز معدن گہر ز دریا درم ز مخزن

بے تخت وے بگردد سپہر گردان بگرد گیتی
نبودہ ہرگز نبود خواہد تخت چون تو شے ممکن

خوشا زمانے خوشا ادائے کہ شاعران و سخنوران را
بظل جاہ تو بود ماوا بدار ملک تو بود مسکن

فشان فیض شمسی جوائز نہادی رو بہی موائد
زمین بہجت بشہر و قریہ ز سینی تہنیت گوی و زبان

مآثرت را خرد نسنجد مناقبت را زبان نتابد

نه من تنها که عقل اوّل خموشش کرد و بمانم الکن

ستودی **فرقانیت** بنوعی که گفت نطقش فدای روحی

توهم بحالش عنایتی کن که خون بگرید سپهر پرفن

بجان سلطان بنصّ قرآن بگنج ایمان باصل ایقان

کزین لباسان ترک ستاید اگر مرادش رسد بدامن

سخن ز حد شد دعا بگویم که تا صباح قیامت

موافقانت بسور و شادی مخالفانت بدرد و شیون

مثال گشت بنام نامی محبّل نصرت باسم سامی

بدام عمر کشش مظفر زبطال عمر کشش مغبون

زمن دعایت علی التواتر زحق آمین زحق اجابت

بجاه احمد بزہد حیدر العزیز لیبین بحق آمین

کیا نورانی کلام ہے - کیا حسن مطلع و رزم و بزم ہے - کیا خطاب - کیا بیان - کیا شرق سے آفتاب کے بر آمد ہونے کی وجہ قیام کلکتہ کو قرار دیا ہے - کیا انتزاع سلطنت کے پیچیدہ لفظون کو ایک معنی خیز قطعہ مین ادا کیا ہے - اب مصنف عالی پایہ کے حق مین خداوند کریم سے دعائے مغفرت کی جاتی ہے - کیونکہ نیرنگی دہر ناپایدار سے اون کا کئی برس پہلے ممدوح سے بھی انتقال ہو گیا -

راقم الآثم

سید محمد سجاد حسین سجانی کان اللہ لہ وحقق آمالہ

ایڈیٹر و مالک اخبار طوطی ہند و رئیس و ناظر اجیدار شہر میرٹھ

نومبر ۱۸۸۶ء

هوالباقی

سوانح شاہ اودھ

بریں رواق زبرجد نوشتہ اند بزر
کہ جز نکوئی اہلِ کرم نخواہد ماند

حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ سابق شاہ اودھ جو ۱۱ ستمبر بمقام مٹیا برج کلکتہ رہگرائے عالم باقی ہوئے حضرت خاقان زمان محمد امجد علی شاہ جنت آرامگاہ کے بیٹے تھے شاہ مرحوم ہی صوبۂ اودھ کے آخری فرمانروا تھے اور انہیں کی ذات سے سلاطین اودھ کا خاتمہ ہوا ہے۔

واجد علی شاہ ۱۲۳۸ھ میں پیدا ہوئے تھے اور ۱۲۶۳ھ میں تخت سلطنت پر جلوس فرمایا تخت نشینی کے بعد پندرہ دن تک طریقہ ملاحظہ کاغذات وصورت دربار شاہی بدستور زمان سابق رہی بعد ازاں ہر اتوار کو دربار ہونے لگا ملاحظہ کاغذات کے وقت ہر شخص حاضر ہوتا تھا دوپہر کے بعد وزیر برخاست ہوتا تھا اسکے بعد صحبت مقربان قدیم ہوتی تھی کئی دن تک سواری میں ترک سوار صندوقچہ لیکر چلتے تھے رستہ میں جو شخص عرضی دیتا تھا صندوقچے میں ڈال کر دیتے تھے اسکا نام شغل نوشیروانی رکھا تھا مگر یہ صورت تھوڑے دنوں تک ہی ایک وزیر صاحب ریزیڈنٹ بہادر نے ملک محروسہ کی بدانتظامی کی شکایت کی نواب امین الدولہ وزیر اعظم اودھ نے کہا ابھی جلوس کے دن گذرے ہیں انشاء اللہ جیسا آپ کے ملحوظ خاطر ہے اسی طرح عمل ہوا کرے گا

بادشاہ نواب سے پہلے ہی بکدر تھے روز بروز بے لطفی بڑھتی گئی اور انہیں بھی اپنی معزولی کا
یقین ہوگیا۔ بادشاہ نے نواب کی موقوفی سے پہلے مصلح السلطان کو صاحب ریزیڈنٹ کے پاس
بھیجکر کہلا بھیجا کہ ہم نے امین الدولہ کو موقوف کیا علی نقی خان کو خلعت وزارت دیا جائیگا۔

صاحب ممدوح نے جواب دیا کہ نواب گورنر جنرل بہادر عنقریب تشریف لایا چاہتے ہیں معاملہ
وزارت میں اُس وقت تک کوئی کارروائی نہونی چاہیئے غرض نواب علی نقی خان بحکم حضرت
احکام علیا م جاری کرنے لگے اور مصروف کاروبار ہوئے مگر ایک مہینہ کے بعد نواب علی نقی خان کو
انتیس ربیع کا خلعت وزارت ملا اور یہ خطاب عطا ہوا۔

"رکن رکین خلافت وجاںنثاری اعتضاد سلطنت و شہریاری امیر الامرا مدار المہام وزیر الممالک
معتمد الخاقان تلمید السلطان سیف مسلول بازوے شاہنشاہی رمح مصقول معرکہ شمشیرکاہی صماع
سعد ابعد یکرنگی وصفا ناہج مناہج صداقت و وفا مرید رشید پرست اخلاص گزین خانہ زاد عقیدت
صفوت آئین مختار ذی اقتدار یار وفادار سپہ سالار رستم منصب مدار الدولہ منتظم الملک علی نقی خان بہادر
سہراب جنگ فدوی خاص جان نثار ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ بادشاہ عادل قیصر زمان سلطان عالم
واجد علی شاہ بادشاہ اودھ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ"

مصلح السلطان انجم الدولہ بہادر کو سفارت ریزیڈنسی ملی حفیظ الدولہ مولوی میر فضل علی
موقوف ہوئے۔ احتشام الدولہ حیدر حسین خان کو اہتمام دیوان خاص ملا۔ میر یوسف علیخان کو اہتمام الدولہ کی
خدمت تفویض ہوئی۔ امین الدولہ خانہ نشین ہوئے سیف الدولہ علی حسین خان۔ خدمت قدیم
دیوانخانہ سے برطرف کیے گئے مشیر الدولہ مہاراجہ بالکشن بہادر کو خدمت دیوانی اور راجہ بہاری لال
کو خدمت اصطبل بدستور بحال رہی اور کسی عہدے کو تغیر و تبدل نہوا بشیر الدولہ مکین الدولہ
ریاست الدولہ حسب التماس رفیع الدولہ کو وزارت محلات عالی عنایت ہوئی۔

حاجی شریف جامع سرکار رسالہ ترکسوار ایوان خاص اور کئی تلنگے پلٹنیں سپرد ہوئیں۔ اسی طرح
امانت الدولہ۔ فلاح الدولہ۔ رضی الدولہ۔ نجیب الدولہ۔ قطب الدولہ۔ انیس الدولہ مصاحب الدولہ۔

ان سب ارباب نشاط کو خدمات عالیہ ملین۔ قطب الدولہ کو کچھ علم نہ تھا۔ اسلیے اُن کو دستخط عرضداشت
وغیرہ میں دخل تمام ہوا۔ اور ان دونوں خاص قوتوں کے احکام فوق احکام وزیر اعظم ہونے لگے۔

اس عرصہ میں مصلح السلطان سفارت سے موقوف ہوئے اور اُن کی جگہہ نواب محمد خان
کلکٹر مقرر ہوئے۔ نائب الدولہ۔ و تاج الدولہ۔ نیاز علیخان وغیرہ بھی معرض عتاب میں آئے۔ مگر
وظیفہ شاہی بدستور رہا۔

نومبر ۱۸۴۷ء میں لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل کے کانپور آنے کی خبر معلوم ہوئی۔ بادشاہ نے
استقبالاً قصد کانپور فرمایا۔ چنانچہ جناب گورنر جنرل لکھنؤ آئے تو معمولی جلسوں اور دربار دولت
کے بعد ایک وقت خاص تخلیہ رہا۔ نواب گورنر جنرل نے ارشاد فرمایا کہ انتظام ممالک محروسہ و رفاہ
و فلاح رعایا میں صرف ہمت کرنا چاہیے شاہ عالم نے کمال بے تکلفی سے نواب معتمد الیہ کا ہاتھ ہاتھ
میں لیکر فرمایا کہ لارڈ ہسٹنگز نے جنت آرامگاہ کے ساتھ جو سلوک کیے ہیں ظاہر ہیں اور لارڈ
آکلینڈ نے فردوس منزل کو صاحب تاج و تخت کیا۔ خدا اب بھی میرے لیے کوئی امر جو
باعث مزید محبت ہو تجویز فرمائیے نواب ممدوح نے کمال جوش محبت سے وہ کلمات ارشاد کیے جو
موجب تسکین خاطر ہمایوں ہوئے۔

مشہور ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر نے بعد انکشاف حقیقت حال بادشاہ اور ارکان دولت
حسب قانون صاحب رزیڈنٹ کو احکام مجوزہ مناسب وقت تحریری آپ بھیج فرمائے جن کا متعلقین
سرکار نے بقرائن سہم بکریوں جواب دیا۔

حال بادشاہ اودھ اور برخلاف رائے با نواب رزیڈنٹ ہونا اور استغاثہ شہر نسبت وقوع
امر جدید از روئے اخبار و تحریر صاحب رزیڈنٹ سے دریافت ہوا مصلحتاً صاحب رزیڈنٹ کو
اجازت دی کہ شاہ اودھ کے ایسے امور میں مداخلت کریں کسواسطے کہ بعد ورود لکھنؤ ہم خود
سمجھ لینگے کسواسطے کہ آبا و اجداد سلطنت اودھ سے اور ہماری سرکار دولتمدار سے ہمیشہ سے سلسلہ اتحاد
چلا آتا ہے۔ بہرحال بیداری اور رعایت امور مرجوعہ لازم ہے بہت تخلیہ میں بہت سی تقریب

تفہیم بادشاہ سے کہی انہوں نے ہر امر کو تسلیم کیا اسلئے ہمنے بھی اُن کی خوشی خاطر مقدم رکھی۔

پس نظر بحقوق سابقہ سلطنت اصلاح حال سلطنت والیان سرکار پر لازم ہے کہ ہمیں کسی طرح کی مداخلت انکے گھر میں منظور نہیں لھذا چاہئے کہ اصلاح سلطنت اور رفع ظلم و بدعت اور اتلاف مال شاہی میں بدل مصروف ہوں اور کوشش کریں اگرچہ وہ ذوق خلاف مزاج بادشاہ ہو اور یہی ارکان دولت کے ہو اور درستی فوج بھی بآئین شایستہ عمل میں آئے کہ تیس ہزار سوار و پیدل و توپخانہ جنگی اسی طرح سے آراستہ و پیراستہ ہو کہ بروقت ضرورت سرکار کمپنی کے بھی کام آسکے اور سرکوبی متمردین بھی بروقت سرکشی کر سکے۔

خلاصہ رتق و فتق مہمات سلطنت تجویز و صلاح ہی صاحب ریذیڈنٹ قرار پائی چنانچہ واسطے وادہی تعیناتان سپاہ فوج سرکار کمپنی سکنہ ملک اودھ جن کا مقدمہ زمینداری محکمات شاہی میں انفصال ہوتا تھا اور جلد ہی ملجاتی تھی اور غفلت یا طمع عمال سے سرکشی تعلقداروں سے اپنے حق کو نہ پہنچکر ہمیشہ داد بیداد کرتے تھے اسکے واسطے ایک کچہری تحصیل حقوق مقرر ہوئی اور انفصال فیصلہ مقدمات پر تاکید ہوئی اور امر نیابت بھی متعلق بصاحب ریذیڈنٹ ہوا اور واسطے عدم رسائی زر سرکار عمال سے تفتیش کا حکم ہوا کہ خیانت عمال سے ہو اسکا تدارک کیا جائے اور اگر سرکشی رعایا سے بغیر حجت ظلم دریافت ہو اون کی سرکوبی باعانت فوج انگریزی سے ہو کہ انتظام کامل عمل میں آئے اور اگر ستدین کارگذارون کا انا حسب طرح کی لیاقت رکھتے ہوں دشوار ہے لھذا اس ملک میں ایسا قانون جاری ہو کہ کسی طرح کا فتور انتظام میں نہو اور بدون قانون کوئی شخص خیانت نہ کر سکے اور اجراے کار سرکار بلیاقت ظاہری رہے۔

وقت روانگی نواب گورنر جنرل نے صاحب ریذیڈنٹ کو بادشاہ کے واسطے ایک محبت نامہ چند ہدایت کا دیا تھا جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ ممالک محروسہ شاہی کئی برس کی مدت کا دیا جائے جس مدت میں جمع کمی نہو بہ گنون پر ضمانتیں معتبر ہوں تاکہ رعایا پر ظلم نہو اور زر تحصیل بسہولت حاصل ہو کر موجب آبادی ملک اور افزایش مزروعات ہو لھذا تفہیم ان صاحب کی محض بمقتضاے محبت و دولتخواہی

سرکار شاہی منظور ہے اسواسطے کہ فیما بین علیتین عالیتین محبت و اتحاد قدیم مستلزم اصلاح مفاسد ہے پس
کہ تردد سواے ملحق تقسیم میں کچھ نئی امر نہیں ہے اگر شاہ اودھ اس فہمائش کو جو بموجب فرمائش عالی فرنگیان محبی
سلطنت ہے حکم کی تعمیل فرمائیں گے تو آئندہ بطور اپنے بند و بست کر کے بعد انتظام کلی ممالک
محروسہ اودہ قبضۂ اولیاے شاہ اودہ میں مناسب تصور کیا جائے گا۔ فقط یہی مضمون ششم عہدنامہ
فردوس منزل ہے۔

بعد روانگی نواب گورنر جنرل روز سہ شنبہ کو صاحب ریذیڈنٹ شاہ عالم پناہ کے پاس آئے
وہ محبت نامہ جو حقیقت میں مثل حکم نامہ تھا دیا اور پھر سب طرح سے کمال خلوص و خیرخواہی سے
فہمائش کر کے رخصت ہوئے جس کا نتیجہ یہ ہوا جو سب نے دیکھا بادشاہ نے اقرار تعمیل فرمایا کہ ان شاء اللہ
بتدریج بموجب مکنون خاطر عملدرآمد ہوئے گا چنانچہ کچہری حضور تحصیل متعلقات انگریزی سے مقرر ہوئی
اسکے مہتمم مولوی فضل حق خیرآبادی مقرر ہوئے اور بظاہر تمام ملک محروسہ امانی قرار پایا مگر اسمیں فقط
اجارہ کی تھی۔

۳ جولائی کو لارڈ ڈلہوزی کلکتہ میں وارد ہوئے اور لارڈ ہارڈنگ نے کلکتہ سے ولایت کو
رخصت فرمائی اور بادشاہ کے نام رخصتی محبت نامہ بھیجا محبت نامے کا خلاصہ مضمون یہ تھا۔

"ہم نے نواب گورنر جنرل بہادر منصوب سے مہمات رتق و فتق مشرحاً بیان کیے نواب
معظم الیہ نے ہماری رائے کو مستحسن سمجھا لہذا اگر شاہ جم جاہ تعمیل امور مرجوعہ سلطنت میں مصروف
ہونگے اور ارکان سلطنت کمال جانفشانی اور دولتخواہی بجا لائینگے تو باعث مزید اتحاد دولتین
عالیتین ہوگا"

یہ تمام احکام اور دوستانہ فہمائشیں انتظام ملک کے لیے تھیں اور اس بات کی خبر دی گئی
ہیں کہ اگر اصلاح انتظام ہوئی تو اسکا انجام بخیر ہوگا اس وقت کرنل رچمنڈ صاحب ریذیڈنٹ
دربار شاہی تھے بیمار ہو کر روانہ ولایت ہوئے اور انکی جگہ کرنل سلیمن صاحب لکھنؤ
میں تشریف لائے یہ نہایت بیدار مغز اور لائق افسر مشہور تھے بات یہ ہے کہ فیصل میں سلیمن صاحب

اور وزیر اعظم سے جو بد انتظامی ملک کے سبب رنج ہو گیا اُن کو اپنی رزیڈنٹی پہ پانو۔ انکو اپنی وزارت
کا وعدہ تھے۔ نواب صاحب کی آمد و رفت موقوف ہوئی اُن کے متوسطوں کی بھی اپنے پاس آنے
کی صاحب نے ممانعت کی نواب صاحب کو نہایت تشویش ہوئی اسی فکر میں سرفراز ہو گئے
ایک روز مہاراجہ صاحب بہادر سے کہا کہ تم پر سلیمن صاحب از بس مہربان ہیں اگر ہو سکے تو کوئی
صورت رفع ملال کی نکالو اس کدورت کو مٹالو۔ مہاراج حسب الحکم نواب صاحب سلیمن صاحب کے پاس
گئے بعد گفتگوئے بسیار مطلب کی چھیڑ چھاڑ کی نواب صاحب سے بگاڑ کی وجہ پوچھی صاحب نے
جواب دیا کہ ہم بسبب صاف دل ہونے کے چاہتے ہیں کہ روز بروز یہ ملک سرسبز شاداب ہو رعایا
آرام پاوے اور یہ اضطراب دور ہو لیکن بد انتظامی اور سہل انگاری بادشاہ کی دیکھ کے طبیعت
مایوس ہے اسکا بڑا رنج و افسوس ہے جو ہدایت ہم کرتے ہیں اُس پر قایم نہیں ہوتے کسی بات کا پاس انکا نہیں
سوائے اسکے جلیسان دغا باز چار پانچ ایسے سرکار میں ہیں کہ وہ اور بھی اُن کو خراب کرتے ہیں
مہاراج نے عرض کی کہ آپ جو فرماتے ہیں بجا ہے مگر از راہ عنایت یہ ارشاد فرمائیے کہ آپ نے کیا
تجویز فرمایا ہے جس سے یہ بکھیڑا پاک ہو عاقلوں کو قوت ادراک ہو صاحب نے بعد تامل فرمایا کہ
بس یہی اسکا علاج ہے ہماری رائے میں تو یوں آتا ہے کہ چار پانچ شخص مثل وصی علیخان اور دیوان
چندی سہائے اور بدہ مدن وغیرہ جو مثل اربع عناصر و خواص خمسہ نواب صاحب کے ہمدم و ہمنشین
نکال دیئے جائیں کسی معاملے میں دخل نہ دینے پائیں نواب علی نقی خان جو ناقل وزیروں میں جانتا
ہوں کہ وہ پتوڑوں کے امیر ہیں انتظام ملک میں اُن کو دخل نہیں گو اپنے نزدیک ہوشیاری
مستعدی کرنے میں برسرکد ہیں مگر اسکو جو سے محض نابلد ہیں بادشاہ اُن کو بہت چاہتے ہیں اپنے
لگے کو بناتے ہیں۔ وزیر اعظم انہیں کو رہنے دیں اُن کی پیشدستی کا کام شرف الدولہ ابراہیم
علیخان سے لیں کہ اسکو انتظام ملک میں دخل تام ہے وہ لایق عہدۂ وزارت بلا کلام ہے اگر بادشاہ
شاہ اور وزیر دونوں گوارا کریں تو ہماری بھی جمعی ہو پھر شاید اس ریاست کو ترقی ہو۔ مہاراج کو بھی صاحب
کی یہ بات پسند آئی اور واقعی بنظر انصاف دیکھئے تو سوائے بہتری کے اس میں کوئی برائی نہ تھی

غرض مہاراج بہت بشاش ہوکے صاحب سے رخصت ہوئے۔ بارہ بجے تحسین گنج پہونچے
اُس وقت حضور عالم بہادر دولتسرا مین تھے حضور سے اپنے آنے کی اطلاع کی۔ نواب صاحب نے
اندر طلب کیا مہاراج نے جو صاحب سے سُنا تہا حرف بحرف سب بیان کیا مہاراج کی گفتگو سے جو صدمہ
نواب صاحب کے دل پر ہوا کہ رنگ چہرہ متغیر ہوگیا مہاراج نے رفع ملال کے لئے کہا کہ اسمین کچھ
حضور کا نقصان نہین شرف الدولہ کے بلوانے مین کچھ کسرِ شان نہین اور جن لوگون کو صاحب نے
دربار مین حاضر ہونے کو منع کیا ہے بظاہر دربار مین آئین مخفی حضور کو اختیار ہے بلوائین جسطرح
صاحب نے کہا ہے چندے اسپر عمل کیجیے حجت تمام کرنے کو یہ بھی کہہ لیجیے بظاہر تو سلیمن صاحب
دوست معلوم ہوتے ہین فقط اتنی بات کی تکرار ہے یہ بھی کر گذرئیے مین منتظر خیر خواہی عرض کرتا ہون
آیندہ آپکو اختیار ہے یہ کہہ کے رخصت ہوئے وہان سے دل کبیدہ آئے خوش گئے تہے رنجیدہ
آئے۔ مہاراج کا کہنا نواب کے دل پر موثر ہوا کلمات نصیحت پسند آئے چار دن بعد وہ پانچون
پانچون آدمی نظر بند ہوگئے دوسرے روز نواب صاحب نے مہاراج سے کہا اب جا کے سلیمن صاحب سے
اطلاع کرو کہ ہم نے اُن آدمیون کو نکلوا دیا اب جیسا حکم ہو۔ مہاراج نے جا کے سلیمن صاحب سے کہا
اُنہون نے جواب دیا اچھا تمہارے کہنے سے ہمکو یقین ہوا مگر شرف الدولہ ابھی پیشدست نہین ہوا
مہاراج نے عرض کی کہ اتنا تو ہوا ہے اب آپ نواب صاحب کو یہان آنے دیجیے بہتر یہ ہے کہ اُس کی
گفتگو تخلیے مین ہو تو خود بھی فہمایش کیجیے اتنی بات دور اندیشی کی تھی کہہ کے اپنی ہر بات کر لی صاحب
نے فرمایا اچھا جائیے آج تیسرے پہر کو نواب صاحب کو لے آؤ مہاراج نے آ کے نواب صاحب سے یہی
کہدیا وہ اپنی طلب سُنکے بہت خوش ہوئے سہ پہر کو سوار ہوکر مہاراج کو بھی اپنے ہمراہ لیکے صاحب کے
پاس پہونچے وہ بہت لطف سے پیش آئے کلمات بشاشت آمیز درمیان مین لائے مہاراج آدھ گھنٹے
کو سلام کرکے علیحدہ ہوگئے جانبین مین صفائیان منظور تھین تین گھنٹے تک سلیمن صاحب اور نواب صاحب
کی خلوت مین باتین ہوا کین بعد اُسکے نواب صاحب رخصت ہوئے۔ ۲۰ محرم روز پنجشنبہ مطابق
۲۹ نومبر ۱۸۴۹ء جنرل سلیمن صاحب بہادر مع کپتان برڈ صاحب واسطے رخصت سیر و سیاحت

ممالک محروسہ بادشاہ کے پاس آئے روز شنبہ یکم دسمبر کو مع عملہ دفتر فارسی و انگریزی روانہ [illegible]
بہرائچ ہوئے یعنے براہ [illegible] ممالک محروسہ مقامات قلب و جنگل معمورہ و غیر معمورہ حال رعایا و راجہ
تعلقدار سرکش و متمرد کا دیکھیں ایسکے جو باطن میں مکنون خاطر تھا جسکا نتیجہ بعد اسکے ظاہر ہوا قبل عبث
نہ تھا رزیڈنٹ ہمیشہ حاکم وقت کے ساتھ رہا کرتا ہے شوکت الدولہ نواب محمد خان سفیر شاہی ۔ راجہ
بختاور سنگھ مہتمم لشکر رسد رسانی وغیرہ ساتھ ہوئے حضور عالم جہنپٹ تک مشایعت کر گئے صاحب
بہادر نے ابتدا و انتہا ہر ضلع کا سفر کیا اور زمین ممالک محروسہ اور پیداوار و محاصل بگیہ کی تخمینہ
کیا ۔ تعلقدار اور ناظم وغیرہ بمعرفت سفیر شاہی حاضر ہوتے تھے جو اُن سے پوچھا اُسکا جواب پایا
جب علاقہ سیواڑہ میں نواب گنج امین الدولہ میں آئے حضور عالم بھی تشریف لے گئے بعد ملاقات
[illegible] کر پہنچے آئے اور صاحب موصوف اس دورے میں راجہ بیجے سنگھ رئیس موروثی [illegible]
سے بہت محظوظ رہے اور ساتھ لائے ۔

غرض بعد مرور ایام صاحب موصوف ۱۴ ربیع الثانی روز چہارشنبہ سنہ الیہ مطابق ۱۴ فروری سنہ ۱۸۵۵ع
وقت شام بیلی گارد شاہ منزل میں تشریف لائے اس جہت سے کہ مرزا ولی عہد استقبال کو گئے تھے
اور بادشاہ تفریحاً کہیں تشریف لے گئے تھے اُس دن ملاقات نہ ہوئی ہار و عطر لیکر رخصت ہوئے
۵ مارچ قریب شام بادشاہ رزیڈنسی میں تشریف لے گئے تعارفات معمولی کے بعد کچھ احوال سیر و
سیاحت ممالک محروسہ و تعلقداروں کا ذکر ہوا بعد ازان مراجعت فرمائی ۔

لارڈ ہارڈنگ صاحب بہادر کے زمانے میں طریقۂ رسل و رسائل محبت نامہ بوجوہ معطل رہا
پھر بحیثیت جاری کیا یعنی اس وقت سات برس کے جلوس شاہی میں چند مراتب تفہیم از راہ دوستی بھی خیر اندیشی
[illegible] ممالک محروسہ کے واسطے متواتر تحریر ہوئی اور فہمایش صاحب رزیڈنٹ بھی حد سے گذری
اور صرف ان سب کیفیات کے مدار المہام سلطنت کوئی صورت اصلاح عمل میں نہ لائے لہذا چونکہ
بابت انتظام امور سلطنت میں گذارش کرتا ہے لہذا مناسب ہے کہ موافق رائے [illegible]
صاحب رزیڈنٹ مقدمات سلطنت جیسا کہ چاہیئے بطریق خاص منضبط ہوں کہ موجب فلاح رعایا و خلائق

اور نیکنامی سرکار اور دولتخواہی نیاز مند ظاہر ہو۔

بعد ملاحظہ نظر اقدس حسب دستور سلامی توپ کو حکم صادر ہوا اُس کا جواب کن کین سلطنت نے حسب ضابطہ بہت بنا بنا کر بعبارت رنگین لکھا اگر صاحبان فہم و ادراک ایسی تحریرات واہیات سے حیران و پریشان ہوتے تھے کہ بادشاہ جم جاہ کا سراسر نائب گورنمنٹ چاہتی ہے اور بادشاہ خود اپنے فائدے کو اپنے ہاتھ سے چھوڑے دیتے ہیں یہ کسی کو گمان نہ تھا کہ اس کا انجام انتزاع ملک ہوگا۔

جنرل سلیمن صاحب بہادر کے بعد جنرل جیمس اوٹرم صاحب تشریف لائے۔ یہ ۳۰ جنوری ۱۸۵۶ء کو لکھنؤ میں داخل ہوئے اُس وقت کسی طرح کا کھٹکا اور گمان بھی نہ تھا جو کچھ افواہیں بھی سُنی جاتی تھیں اُن کو لوگ افسانۂ بازاری جانتے تھے دوسرے روز حضور عالم اپنی دستور معظم نے جنرل صاحب کی ملاقات کی صاحب موصوف نے فرمایا۔ نواب گورنر جنرل بہادر نے حسب حکم صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹر یعنی امنائے کمپنی بہادر ۱۲ لاکھ سالانہ مصارف ذات بادشاہ و تنخواہ عملہ شاگرد پیشہ مجموع ۱۵ لاکھ مقرر فرمایا ہے اور تنخواہ اولاد نواب شجاع الدولہ اپنے ذمے لی ہے اور انتظام ممالک محروسہ موافق دستور سرکار کمپنی بہادر ہوگا عہد نامہ بھی انہیں احکام کا بادشاہ کو پہنچے گا اور یہ عہد نامہ جدید مجوزہ نواب معتشم الیہ سے چاہیے کہ اس پر بادشاہ اپنی مہر کمال رضامندی سے فرمائیں اور اس میں تمہاری بڑی خیرخواہی سرکار میں ہوگی کس واسطے کہ تبدیل کلی مزاج بادشاہ میں ہے اسلئے علاوہ میں لاکھ روپے کی جاگیر سالانہ نقد یا دستور قدیم تقسیم شدہ بعبارت تمہارے واسطے ملے گی ورنہ بصورت خلاف بجز پریشانی کیا ہوگے۔

بعد زوال تمسی جس سے نیر اقبال سلطنت پر زوال آیا دستور معظم نے رجعت کی لیکن سراسیمہ و پریشان حال ہوکر حقیقت حال مشرح بادشاہ سے عرض کی اور نشیب و فراز بہت کچھ سمجھایا مقربان خواص نے بھی باتفاق ہمزبان ہوکر بخوف حضور عالم صلاح لگائے دولت عرض کی بلکہ مہاراج نے اصل مطلب کا برخی نامہ لکھکر نظر انور میں گذرا اس عرصے میں جناب عالیہ جنرل صاحب بہادر کے

جسکے بھائی رونق افروز ہوے ارکان دولت معززان دربار ان بہت سے خوب واقف ہوے کلمات
پُر غضب درد دل سے ارشاد کیے اور اس نقش کا مجکو نقش آب سمجھو۔
تیسرے روز وقت عصر ریذیڈنٹ تشریف لائے احکام صدر کا اعادہ فرمایا یعنی نواب گورنر جنرل
بہادر نے بحکم صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس باجازت وزیر اعظم سلطنت جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا
نظر باتحاد و روابط قدیم اس خاندان عالی شان کے کمال عطوفت و خیر خواہی سے مشاہرہ مذکور بجا
مقرر فرمایا اور مجموع بار تکالیف شاقہ انتظام بندوبست ممالک محروسہ بذات خود گوارا کیا ہے
بہر صورت پرورش رعایا اور آبادی ملک اور دوسری مطلوبات اور بہبودی و خیرخواہی اور خیر اندیشی جو
مرکز خاطر مبارک ہے اب حضرت ان تکالیف لاحقہ سے فارغ البال ہو کر شب و روز اپنے عیش و
عشرت میں بسر فرمائیں اور انصاف شرط ہے کہ بادشاہ دہلی جو مالک بائیس صوبہ ہندوستان کا تھا
لاکھ روپیہ مقرر ہو بس آپ کے واسطے سب طرح سے سمجھ کر مقرر فرمایا ہے اور اب کوئی مقام انعام و تفہیم
باقی نہیں ہے اسواسطے کہ جنرل اوٹرم صاحب نے اپنی مدت منصوبی میں ہر جزو کل میں کس طرح سے سمجھایا
اور ہر امر میں آپ کو اختیار دیکر آپ خود ممد و معاون رہے لیکن ایسی خیر خواہی صاحب ممدوح کو اولیائے
سلطنت محض اپنی طمع نفسانی و فہم نادرست سے برابر پرکاہ بھی نہ سمجھے بلکہ اُسکے خلاف میں کوشش
بیفائدہ کرتے تھے اور موافق عہدنامجات پچاس برس کے جو جنت آرامگاہ کے عہد دولت سے آجتک
ہوئے وہ سب منسوخ ہوے اسواسطے کہ حسب تعمیل اُن کے خلاف ہوئی ہم نے تامل و تساہل میں
ملتوی رکھا لہذا عہدنامہ جدید مدات چند کا ہے حضرت اپنے استرضائے خاطر مبارک سے بلا اکراہ و
اجبار مہر خاص مزین فرمائیں کہ مدت دوام تک بقائے دولتین میں کسی طرح کا خلاف واقع نہوگا
اور طریق روابط اتحاد قدیم و رسوم معاشرت و ملاقات و دستور تعظیم و تکریم بالاترا ایام سابقہ سے
طرفین سے عمل میں آئے گا جو موجب خوشنودی خاطر اقدس اور مزید اعتبار خاص و عام ہوگا اور وہ
صورت ناراضی و نامنظوری و ناگواری خاطر ہمایون اس باب خاص میں موجب ملال خاطر مبارک
نواب گورنر جنرل بہادر ہوگا۔

جب بادشاہ نے یہ پیام غیر التیام سنا کمال ضبط و ربط سے فرمایا کہ میں ایسے جبر و ظلم صریح
پر ہرگز راضی نہ ہونگا اور کیونکہ یہ وبال سلطنت اپنے اوپر گوارا کروں اگر کمال غفلت امور مرجوعہ
سلطنت مدار المہام اور اہالیان سرکار کی نسبت ہے اس صورت میں اُس کی اصلاح اُن کے تبدل و
تغیر سے ممکن ہے۔

جناب عالیہ متعالیہ جو اُس وقت شریک صحبت تھیں پس پردہ سے بہت سے کلمات ایسے جو
مناسب حال تھے فرمائے۔ صاحب نے جواب دیا ہم کو جمیع امور کا ازالہ عیب سے چاہیے نہ تنہا
سے جناب عالیہ نے فرمایا کہ جب آپ یا گورنر جنرل ہماری فریاد نہ سنیں تو اس صورت میں ہم اپنا عرض حال جناب
ملکہ معظمہ دام اقبالہا سے کریں اور یہ تاج و قبائے خاص عطیہ عالیہ ہے جسے ہم اپنا مزید تفاخر سمجھتے ہیں
اس امانت سرکار کو سرکار میں عائد کریں جواب دیا کہ ہمیں اور نواب گورنر جنرل کو کیا دخل ہے اور تصدیق
فرمایئے کہ بے اجازت صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس اور بے اجازت حکم جناب ملکہ معظمہ ایسا امر عظیم
ظہور کیا ہے۔ اگر وزرائے سلطنت آپکو اجازت ولایت جانے کی دیں اُس وقت بعد تنقیح کلی البتہ
تفویض ہے کہ جناب ملکہ معظمہ کو اختیار ہے۔ پھر جناب عالیہ نے ارشاد کیا کہ اگر آپ واجد علیشاہ
سے ناراض ہیں میرے دوسرے بیٹے جنرل سکندر حشمت کو وارث سلطنت کیجئے یا مرزا ولیعہد کو اور
اجرائے امور سلطنت موافق تجویز اور دستور العمل سرکار اہالیان سرکار سے عمل میں آئے یہ انتہائے
کلام جناب عالیہ تھا۔

نواب مخدرۂ عظمیٰ نے ارشاد کیا کہ سب سے بالاتر یہ ہے کہ مصطفیٰ علی خان جنت مکان کے بیٹے
کو بٹھایئے اگرچہ ہمارے غیر جنس ہے۔ کہا اُنکی معزولی سے تمہیں کیا فائدہ کہا اس نظر سے کہ نام سلطنت
باقی رہے اور یہ بدنامی کہ نام سے جاتی رہے یہ سنکر جنرل صاحب رخصت ہوئے اور حاضرین دربار کا رنگ
فق ہوگیا۔

بمجرد شہرت ہونے اس خبر وحشت اثر کے محلات عالیہ اور تمام شہر میں گھر گھر ماتم برپا ہوا کہ
حال شب عاشور اور روز عاشور ہر ایک کے نالہ و فریاد سے ظاہر تھا اور ایک وحشت و ویرانی در و دیوار سے

برعکس یہی تھی وجہ اسکی یہ تھی کہ سب کو اپنی فلاح اور رفاہ کی جب طمع اور توقع متوسل اور ملازم سرکار شاہی سے ہو جاتی تھی اُس سے قطع امید و یاس کلی ہو گئی تھی یہ منشا زیادہ تر اضطراب و اضطرار کا ہر قلب میں پیدا ہو گیا تھا تین دن تک کسی نے کچھ نہ کہا خصوصًا جنرل صاحب کا جو حال رہا بیان سے باہر ہے۔

خلاصہ اب ہر شخص باخبر یا خواب غفلت سے چونک کر موافق اپنی رسائی فہم و فکر کے یا وہ لوگ جو حقیقت میں خیرخواہ سلطنت اور مدت عمر تک جانفشانی و دلسوزی سے کارگذاری سرکار میں مصروف رہے تھے بقدر حوصلہ و استعداد اسکے چارہ و علاج کے ہوئے چنانچہ بعض خاص اشخاص اور نامی کو خود سرکار نے طلب فرمایا نواب محسن الدولہ بہادر۔ نواب منور الدولہ بھی حاضر ہوئے۔ اور بواسطہ صمصام الدولہ باجازت صاحب رزیڈنٹ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بھی حاضر ہوئے عرض برائے خاص و عام و صغیر و کبیر یہی ہر وقت فہم کی اسپر قرار پائی کہ بادشاہ نے جو مہر اپنی نامہ پر انکار کیا ہے اُسپر مستقل و قایم رہیں اور بسبب رفع مظنہ و شک و شبہ صاحبان عالی شان اور ملازمین شاہی کو حکم قطعی پہونچے کہ کوئی شخص ہتھیار نہ باندھے اور توپیں جہاں جہاں ہیں چرخ سے گرا دی جائیں اور دربار دولت کے سپاہی کاردار و پہرے کے اپنے اپنے ہتھیار گودام میں داخل کر دیں بجائے اسلحہ فقط چوبدستی سے پہرہ دیں یہ اول مرحلہ مرحلہ رفع خدشہ صاحبان ممدوح ہوا اس خیال سے نظر باحتیاط دو کمپ انگریزی داخل شہر ہوئے اس عرصے میں فوج انگریزی بٹالین گورہ رجمنٹ سوار رسالہ ترکسواران ہندوستانی و گورہ توپخانہ اسی بارہ ضرب توپخانہ نرگاوان ۔۲۱۔ تقریبًا دو کمپ قریب کربلائے تال کٹورہ میدان مقابل عالم باغ مضرب خام سے ۴۔ فروری کو رزیڈنٹ و کپتان ہیز جنرل و یلا صاحب کمان افسر فوج بالاتفاق بادشاہ کے پاس آئے محبت نامہ نواب گورنر جنرل بہادر کا چند مدات کا بہت توضیح سے لکھا ہوا تھا اور تفصیل مقدمات ماضیہ ابتدائے مسند نشینی جنت آرامگاہ سے تا اس عہد دولت تھی اور ہر امر جزئی و کلی میں عدم التفات سرکار اور بعض الفاظ و رباب غفلت اور عدم توجہی بادشاہ مندرج تھے جو سراسر خلاف شان و قرب منزلت اولیائے دولت و سلطنت تھے بادشاہ نے اُسے جب پڑھا بے اختیار آنکھ آئی اور دل پُر درد سے پیچکر روئے مبارک جناب کبریا کو کرکے فرمایا خداوندا تو شاہد حال ہے کہ

یہ مجھپر جفا اور جبر صریح ہے اور حیلۂ انتظام سے میرا گھر مجھ سے چھینا جاتا ہے مین کبھی گوارا نہ کرونگا کہ یہ
آبروریزی خاندان سلطنت کی میری جہت سے ہو۔ بعد چند دقیقہ کے جب کچھ افاقہ ہوا رزیڈنٹ
نے ازراہ دلجوئی تسکین خاطر مبارک کہا کہ بخدا ہمارا قلب بہی متحمل نہین ہو سکتا کہ آپکو ایسے صدمۂ دماغی
مین دیکھین۔

بادشاہ نے ارشاد کیا کہ اگر حکم صدر نسبت بدعملی و بے انتظامی اور عدم زر تحصیل ہے تفویض
ملک مضائقہ نہین دیگر ازراہ جبر و تعدی نہین ہو سکتا اُسکے بعد رزیڈنٹ نے کہا کہ سات مکان
وسیع مثل شاہ منزل مبارک منزل۔ خورشید منزل سکندر باغ۔ بادشاہ باغ۔ قیصر باغ۔ ربنہ کوٹھی دلکشا
واسطے سیر و تفریح آپ کے قبضۂ اختیار مین رہینگے باقی مجموع املاک قدیم و جدید ہمارے انتظام مین
رہیگی جن مین عدالت کچہری قیام حکام ہوگا اور مقدمہ خوان املاک شاہی ہماری تجویز سے ہوگا اُن سے
تین دن تک آپکو اختیار ہے بعد اسکے ہمارے احکام جاری ہونگے غرض اس سوال کا جواب شافی دیا
صاحب ساکت ہوگئے اور راضی نامہ جو بواسطہ دستور معظم ملا تہا اُسے دیا بادشاہ نے فرمایا کہ میری مہر درست
ہے لیکن جب مین نے برضامندی مُہر کی ہو تو پھر سبب انکار کا کیا سبب ہے اور جب آپ خود
ہر امر جزئی کو بالمشافہ کہتے ہین پس ایسے امر عظیم کو مجھسے کیون نہ پوچھا اور یہ مہلت تین دن کی کیا ضرور ہے
آپ کو ہر وقت اختیار ہے پھر صاحب نے کہا کہ اگر بموجب ہماری رضامندی کے کیجیئے گا ہم وعدہ کرینگے
جو باعث مزید مسرت اور سبب استقلال و بقائے سلطنت دوام ہوگا اور اگر ناراضی ہماری منظور ہے
شاید قیام لکھنو بھی دشوار ہو جائے بلکہ فیض آباد مین سکونت ہو۔

۷۔ فروری اول صبح سے ایک تلاطم عظیم شہر مین برپا ہوا اور کوچہ و بازار مین عالم منادی صور
اسرافیل کی منتظر تہی کوتوال شہر بھی کوٹھی رزیڈنٹی مین اسی منادی کو حاضر تہا لیکن منادی موقوف رہی
مگر حسب ذیل اشتہار شائع کیا گیا۔

اشتہار

واسطے ساکنان ملک اودہ بموجب حکم حکم بندگان نواب مستطاب معلی القاب نواب گورنر جنرل بہا

دوام اقبالہ کے جاری ہوا مورخہ ہفتم فروری ۱۸۵۶ء مطابق ۲۹ جمادی الاول ۱۲۷۲ ہجری۔

بموجب اُس عہدنامے کے جو ۱۸۰۱ء مین موکد ہوا سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر نے حفاظت بقیہ ملک اودھ کے ایسے سررشتہ بندوبست کے جاری کرنے کی معرفت اپنے اہلکارون کے جملہ دشمنان اندرونی و بیرونی سے اپنے ذمے قبول کر لیگئے اور والی اودھ خود ذمہ دار ہوا کہ اس کے باعث سے رفاہ خلائق و حفاظت جان و مال ساکنان ملک اودھ کی حاصل ہوئی چنانچہ ذمہ داری اس عہدنامے کی رو سے سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر کو عائد ہوئی زیادہ پچاس برس کے عرصے سے تعمیل اُس کی وعدہ وفائی کے ساتھ علی الاتصال تمام کمال ہوتی رہی اگرچہ سرکار دولتمدار میدان جنگ و جدال مین متواتر مصروف رہی تاہم ملک اودھ کی زمین پر کوئی دشمن بیرونی قدم نہ دہرنے پایا اور کسی طرح کا فساد عظیم سلطنت اودھ کی پائداری مین خلل انداز نہین ہوا افواج سرکاری ہمارہ شاہ اودھ کے قرب و حضور ہی مین حاضر باش رہی اور جب کبھی نسبت اقتدار پادشاہ کے ناحق کسی نے دہمکی دکھلائی تو افواج مذکورہ کی اعانت دینے مین ہرگز دریغ نہین ہوا باوجود اس معاہدۂ عظیم استوار عہدنامہ کے جملہ والیان ملک اودھ کی جانب سے برعکس اسکے علی الاتصال بالکلیہ تساہل و تغافل ہوتا چلا آیا اور جو میثاق واسطے اجرائے ایسے سررشتہ بندوبست کے ظہور مین آیا کہ وہ بموجب حفاظت جان و مال رعایائے و سکنائے ملک اودھ موجب رفاہ کے ہوئے تاہم وہ گویا دیدہ و دانستہ بطور اپنے رویہ کے اس سے انحراف کرتے رہے بسبب انحراف اس میثاق کے ممکن تھا کہ سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر اسکے کہین پہلے عہدنامہ مذکور کو ناجائز کر دیتی اور بہ نسبت خبرگیری والیان ملک اودھ کے انکار کرتی معہذا تا حال سرکار کمپنی انگریز بہادر کو اجرا ایسے امورات کے جو محل اعتبار و اقتدار ایک فرمان عالی شان کے ہوئے تھا معہذا انہون نے اپنی رعایا کی نسبت کیسے ہی احکام خلاف عدل و انصاف کے ہون مگر ہمارہ نسبت کمپنی انگریز بہادر کے دوستی و وداد قائم رہی تاہم کمپنی انگریز بہادر کے واسطے بحالی رعایائے ملک اودھ کے اُس تعدی عظیم و پریشانی سے جو عاید حال تھا کے علی الاتصال رہی یکسان کوشش و توجہ رہے بہت برس گذرے کہ گورنر جنرل بہادر لارڈ ولیم بنٹنک

پہنچوا سکے کہ بہبود و بہبودی کے واسطے بہتری احوال رعایائے ملک اودہ پیشتر ظہور مین آیا تہا اسکے مزاحمت
بالغرض بموجب سررشتہ دربار لکہنؤ مین اطلاع ہوئی کہ ضرورتاً تمام و کمال انتظام ممالک محروسہ اودہ
کو باہتمام اہلکاران سرکار کمپنی انگریز بہادر کے دخل کرنا پڑے گا چنانچہ جو کلمات تنبیہ لارڈ ولیم بنٹنک
صاحب سے ظہور مین آئے اسکو بیس برس کا عرصہ گذرا کہ لارڈ ہارڈنگ بہادر نے بذات خود اعادہ
کیا اس زمانے مین والی ملک اودہ کو بڑے اصرار کے ساتھ سمجہایا گیا کہ آیندہ ایسا ہی واقعہ وقوع مین آئے
یہ بات تمام عالم پر روشن ہوگئی کہ بطور دوستانہ بر وقت مناسب تنبیہ و آگاہی کی گئی مگر بسبب
ستم دہی نالائقی و بے اعتنائی و کاہلی اختیاری وزرا و بادشاہان اودہ کے مقاصد دوستانہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کا
رایگان ہوا پچاس برس کے عرصے سے زیادہ تک جو صلاح و تحریص و تفہیم نمائی گئے اور غضبانہ و تنبیہات
و اعتراضات و تہدیدات متواتر و متوالی وقوع مین آئے ان مین سے کوئی بہی اصلاح پذیر نہوئی
اور رعایائے ملک اودہ بیچاری مایوس عہد نامے کی اصل میثاق پر عمل نہوا۔ شاہ اودہ کے وعدے
کی تعمیل ہوتی بسبب نالائقی و خیانت و تعدی ضایع و برباد ہوتی ہے۔ یہ بات تمام ملک مین مشہور ہے
کہ شاہ اودہ مثل اکثر والیان پیشین ممالک کے اس ملک کی مہمات ملکی کے انتظام مین کہ مشغول ہوا اور غفلت
نہین کرتے ہین۔ تمام ملک اودہ اختیار حکومت عموماً یا تو مقربان کمین یا اشخاص جابر و خائن کو
جو کار گذاری کے لائق اور صاحب اعتبار ہین انتظام مین تفویض ہوتا ہے محصلان مالگزاری اپنے علاقہ جات مین
سر غرودی کے ساتھ حکمرانی کرکے رعایا سے بلا لحاظ تعہد سابق یا حال کے جبراً کوڑی کوڑی پیسے کا مواخذہ
کرتے ہین اکثر افواج شاہ اودہ کے ضبط و ربط بسبب اعمالی بخشیان فوج مشاہرے سے محروم ہین
اور اپنی محنت کے واسطے دیہات کو گویا لوٹنے کے مجاز ہین یہان تک کہ حسب ملک کی حفاظت کے
لیے وہی متعین ہین اسپر وہی جابر اور قاہر ہوتے ہین غول کے غول ڈاکوؤن کے علاقہ جات پر
غارت کرتے ہین آئین و عدل کا نام و نشان نہین ہے ہتہیار بند جنگ خانہ جنگی اور خونریزی کا تماشا
رہتی ہے اور کسی جگہ بھی حفاظت جان و مال کی مطلق نہین ہے۔

اب وہ وقت آیا کہ سرکار انگریز بہادر اور رعایا متحمل ان تباہیون اور خرابیون کی نہین ہو سکتی

جن کو بسبب تعلق کرنے سرکار کے عہدنامۂ مذکور کی رو سے مضبوطی حاصل ہوتی ہے اور جسکو وہ
خبرگیری والیان ملک اودہ کی جسکے باعث صرف وہ اقتدار کہ تیج خرابیوں مذکور کا ہے بحال و برقرار
نہین رکھ سکتی سچا ہیں اس کی تحریر سے بخوبی ثابت ہوا کہ عہدنامۂ ۱۸۰۱ء وسیع رفاہ و خیریت سکنائے
اودہ کے نہین ہوا اور یہ بھی واضح ہوا کہ حفاظت سکنائے ملک اودہ کی اس تعدی ظلم سے جو کہ مدت سے
لاحق ہے کسی صورت سے ممکن الوقوع نہین ہے بجز اسکے کہ انتظام کلی ملک اودہ مستدام
سرکار کمپنی انگریز بہادر کو مفوض ہو۔ اس غرض سے حسب الحکم خاص و استرضائے آنریبل کورٹ
آف ڈائرکٹرس کے یہ بات ٹھہری کہ عہدنامۂ ۱۸۰۱ء مین کہ اس سے ہر ایک والی اودہ نے انحراف و
تجاوز کیا ہے آج کی تاریخ سے تمام ناجائز و ساقط ہے چنانچہ واجد علیشاہ بادشاہ اودہ کو واسطے
انعقاد ایک عہدنامۂ جدید کے نصیحت کی گئی کہ جس کی رو سے دوام و مستدام نظم و نسق ملک اودہ
کا بلا اشتراک غیر سرکار انگریز بہادر کو تفویض کیا جائے و مراتب ضروری واسطے بحالی و برقرار رکھنے
منزلت و دولت و توقیر شاہ و اقربا ان کے کے ظہور مین آئے معہذا شاہ موصوف نے ایسے
عہدنامہ دوستانہ کے انعقاد سے انکار کیا۔

ازانجاکہ شاہ اودہ واجد علیشاہ امثال جملہ والیان پیشین ملک اودہ کے اس میثاق استوار
عہدنامۂ ۱۸۰۱ء کی تعمیل مین شکر یا سہل انکار یا غافل ہوا جن کی رو سے اصرار ایسے بندوبست
کا اپنے ممالک مین کہ موجب رفاہ و خیریت رعایا کے ہو لازم گردانا گیا ازانجاکہ عہدنامہ جب سے
یوں نہین انحراف ہوا ناجائز و ساقط گردانا گیا اور چونکہ شاہ موصوف انعقاد عہدنامے سے جو
بجائے عہدنامہ سابق محفوظ تھا منکر ہوا اور چونکہ شرائط عہدنامہ سابق جبکہ بحال تھے نسبت مداخلت
اہالیان کمپنی انگریز بہادر ملک اودہ مین مانع ہین اور بدون ایسی مداخلت کے اجرائے سررشتہ
بندوبست شایستہ اس ملک مین ممکن نہیں ہے ان وجوہات سے تمام عالم کو واضح ہو گیا ہی
کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کو سوائے دو صورت کے اور کوئی چارہ نہین یا تو ملک اودہ کی حمایت
کو ترک کرین اور یا اس کے تئیں باشندوں کے سر پر ظلم و تعدی مین ڈالین جو کہ ظلم ہے

سمت آرا مکا جو متعلق نواب رمضان علی خان کے تھا پینتیس سو روپے روز کا تھا جب جناب عالی نے
انتقال کیا سات ہزار راس گھوڑے گھوڑیان نا مگن تو تھے اور اس عہد دولت مین دردا ب ویسے
فقط بارہ سو روپیہ کا رہ گیا تھا اور ناظر الدولہ خواجہ کامرد تریا کی کے سپرد تھا۔
میجر برڈ صاحب سفیر شاہی کا پہونچنے سے قبل از روانگی لشکر کلکتہ لگا سکتے بنارس مین شامل ہا سے
شمال پھر اسکے شرف ملازمت حاصل کیا اور از راہ استصواب جو کلکتہ مین اپنے دوستان خاص
اور محرم راز سے جو مشورہ صلاح کی ٹہری مشرح عرض کیا و کسی پر مفصل نہ کہلا۔
القصہ بادشاہ ۲۵-۱ اپریل ۱۸۵۶ء وقت عصر مرکب دخانی جنرل مکلوڈ پر سوار ہوسے جمعہ شنبہ
روانہ کلکتہ - نواب منور الدولہ و مخصوصین خاص مقربان مع شاگرد پیشہ ضروری ہمراہ رکاب تھے
نواب مظفر الدولہ نواب مجاہد الدولہ باقی او جتنے ارکان دولت تھے کشتی کرایہ پر راہی
ہوسے جناب عالیہ نواب خاص محل اور صاحبات محل ڈاک گاڑی مین بعد ایک دوسرے کے
روانہ ہوسے خلاصہ بنارس سے صورت انتظام خاص لشکر سلطانی درہم برہم ہوگئی یا یکبار
اپنے مرکز عالم خسروانہ سے مثل بنات النعش جدا ہوگیا چنانچہ یہ قافلہ شاہی بعد سطے منازل
سیر و سیاحت ۲۰-۶ مئی کو مقام رانی گنج مین پہونچا وان سے ریل پر آٹھ گھنٹہ کے عرصہ
مین گڑھ راجہ بردوان کنارہ دریا باغ میں گاجیان اترے ہنگام ورود سواری صاحبات
محل کے واسطے قنات سائر کھنچ جاتی تہی پالکیون مین سوار ہو کر بہت اہتمام سے داخل مکان ہوتی
تھین بعد اسکے بہ تجویز مصلح السلطان پانسو روپیہ کرایہ کی کوٹھی لیکر پیشگی ایک مہینہ حسب دستور
دیا لیکن جب جناب عالیہ نے ناپسند کی کرایہ داخل تصدق راہ ہوا آخر بصلاح
مولوی مسیح الدین خان کوٹھی راجہ بردوان موچی کھولہ تین کوس فاصلہ شہر سے
ہزار روپیہ کرایہ پر سواسے مرحمت شکست دریغ نت لی ۔

مرکب شاہی ۱۳ مئی کی شام کو نیر کوٹھی مذکور لنگر گیا راہ مین جو مصائب اور صدمات
سرعالی نامید یعنی بسبب شدت موسم تابستان اور طوفان اور جا بجا زمین گیری جہاز اور سمندر مین
گنگا ساگر کی کھاریون سے آملا قریب خلیج بنگالہ ہے یہ صدمات تحریر و تقریر سے باہر ہین اُس وقت
اشتہار مشتہر کنارے سے جہاز پر جاکر حاضر حضور ہوئے فرمایا دیکھو اس مدت سفر سے ہمارا کیا
حال ہو گیا ہے یہ سُنکر حاضرین رونے لگے اور اُن کی ہمت ٹوٹی جنہون نے سفر لندن اور سمندر
سے ڈرکر نقش ہالا الجبر کر دیا عقلا بعد اسکے کپتان جہاز کو خلعت ملاحون کو حکم انعام فرماکر داخل
کوٹھی ہوئے۔

ہمراہیان لشکر ظفر پیکر بھی راہ مین انواع و اقسام مصائب سفر نادیدہ مین حالت سفر مین
ہو گئے تھے کچھ لباس سرما مصلح السلطان اور اہتمام الدولہ کا غریق رحمت ہوا چوب خیمہ کے گرنے
سے کچھ چشم مین زخم بھی پہونچا ایک کشتی خزینہ سرکار کی ڈوبی نواب معظم الدولہ اور سجاد الدولہ کو طوفانی
ہو گیا بعد چند روز کے بسبب خستہ حالی سے پہونچے خلاصہ ہر شخص کو موافق اُس کی حیثیت کے
نقصان اور صدمہ پہونچا۔

بہت سے صاحبان اولی العزم متمنی سفارت شاہی ہوئے اور ہر ایک نے نمونہ اپنے باغ
سبز کا دکھایا چنانچہ پیٹرسن صاحب منجملہ ممبران صاحبان کونسل سپریم کورٹ کلکتہ جو تجربہ میں
بہت مشہور تھے پہلے تجویز ہوئی پھر نہ معلوم اس عرصے مین احسان حسین خان باجازت دستور معظم
پہونچے سید حسین شیر دل کانپور سے ہجرت کرکے اسی خیال سے آئے خان موصوف نے
دیکھا کہ نواب منور الدولہ سے صورت موافق نہین ہوتی رفتہ رفتہ نواب خاص محل سے رسائی پیدا
کی لیکن نواب سے کوئی صورت نہ بنی کس واسطے کہ وہ اس زوجہ خاص کی رفتار و کردار سے
خوب واقف تھے ہر چند از راہ اپنی قوت بازو دست شناوری تدبیر سے بہت سے ہاتھ پاؤن
مارے۔

الغرض اسکے بعد میر اولاد علی المعروف جعفر انشا مشاہیر کلکتہ و مشہور معظم دو ہزار ماہوار

سکرٹری صاحب کے پاس بہ صحبت ... گئے جس کا مضمون یہ تہا کہ مابدولت اس شدت تاب ...
... آوارہ وطن الوف سے ہوکر بعد برداشت صعوبات سفر
کلکتہ پہونچا ہے ... عالیشان سرکار خلاف دستور ... قدیم سے سراسر باعث
استعجاب اور موجب تحیر ہوا۔

اسکا جواب یہ ہوا کہ نیاز مند کو آپ کی رونق افزائی کلکتہ کی خبر نہ ہوئی ورنہ تعارف معمولی
مثل سلامی توپ وغیرہ حسب سررشتہ عمل میں آتا اور ورود آپ کا خارج کلکتہ ہوا لہذا حکم
سلامی دیا جاتا ہے اور جو کہ لندن کا آپ کو اختیار ہے فی الحقیقت اس سراسیمگی وپریشان
خاطری سے وطن الوف سے نکلنا بسبب آپ کی التفات ... ہندوستانہ جنرل ... صاحب
ہوا جو حسب تجویز کونسل بحکم صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس بجا لائے گئے تھے اور امورات مجوزہ
نواب گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی بہادر میں نیاز مند کو کچھ مداخلت نہیں۔

۶ - جون کو مرزا امجد علی خان صاحب صاحبزادہ نواب حکیم میر محمد علی بسبب علالت مزاج ناموافقت
آب وہوا برخصت داخل لکھنؤ ہوئے اب سوائے میر باقر علی کوئی اور مقربان نواب سے وہاں نہیں
اور جتنے مقدمات ہوتے تھے معمول ... نواب تھے صاحبان عالی شان کو ...
بہت ناگوار تھی کہ ہمارے متوسل ہوکر کیون مخالف ہوئے اسی جہت سے نواب وسکرٹری
سے بھی ملاقات نہ ہوئی ہر چند کہ انہون نے چاہا مگر نہ ہوئی یہ بھی مجبور تھے کچھ بن نہ پڑا تھا۔

از روئے اخبار لندن ... انگریزی معلوم ہوا کہ اعلی کورٹ آف ڈائرکٹرس نے ایک کاغذ داخل
سررشتہ پارلیمنٹ کیا مشتمل حساب قرض ایسٹ انڈیا کمپنی بادشاہ اودھ کا آغاز حساب ...
سے تا غایت ... کہ بوجوہ مبلغ چار کروڑ تہتر لاکھ اناسی ہزار نوسے روپیہ بادشاہان اودھ سے
بہ دفعات قرض لئے منجملہ اسکے ایک کروڑ بعوض بعضے حدود مفتوحہ ملک نیپال جو بادشاہ کو دیا گیا اور
ایک کروڑ ... لاکھ ... ہزار سات سو ... روپیہ نقد سود دے ہوا یعنی سرکار کمپنی نے ادا کیا
باقی ایک کروڑ ... لاکھ سات ہزار دو سو چھتیس روپیہ جو دین شاہ اودھ ذمہ سرکار کمپنی انگریز بہادر رہا
بسبب ... سلطنت کے ذمہ سرکار سے ساقط ہوا۔

جادۂ اعتدال سے منحرف ہوا اہلکاران سب مشاہدات کو تماشائے عالم سمجھتے تھے ۔

۲۲ شوال وقت صبح جہاز سراندیپ سیلان میں پہنچا تین دن تک انتظار جہاز چین میں رہا چوتھے دن نو بجے جہاز آیا ۔ ۲۴ تاریخ کو آٹھ بجے لنگر اٹھایا ۔ ۷ ذیقعدہ کو عدن میں پہونچا ۔ اثنائے مسافا کروب قافلۂ شاہی دفعتہ جہاز سے سمندر میں گر پڑا ۔ گوروں نے فوراً رسیاں جہاز سے پھینکیں جہاز کو تخشی کیا یعنی روکا ۔ کپتان نے دوربین سے دیکھا سر کے بالوں کی سیاہی نظر آئی اور ایک میل سے زیادہ نکل گیا تھا گورے چھوٹی کشتی مثل باد صرصر کے دوڑاتے ہوئے پہونچے ایک گھنٹے کے بعد جہاز پر رستے سے باندھ کر کھینچتے تھے کہ دفعتہ رسی ٹوٹ گئی پھر ڈوب گیا ملاحین اور گورے باقی ہیں گو دو شخص اُسے زندہ جہاز پر لائے جناب عالیہ نے خوش ہو کر ہزار روپیہ انعام دیا ۔ کپتان نے انہیں گوروں خصوص کو دیدیا اسی دن شام کو عدن سے لنگر اٹھایا ۔ ۱۶ ذیقعدہ [illegible] شنبہ کو بعد دس بجے کے سویز پہونچے ۔

جب جہاز سے ملے [illegible] قافلۂ شاہی سوار [illegible] اتفاقاً قاصدان سب میں [illegible] جواہر بیش بہا نذر جناب ملکہ معظمہ اقبال [illegible] میاں حلیم کے آدمی نقل سے سمندر میں گر پڑا کنارے [illegible] توکل میاں حلیم ۔ نواب مہدی علی خان ۔ میاں الماس ۔ کپتان [illegible] کشتی پر سوار ہو کر [illegible] بہت سے ہاتھ پاؤں مارے نہ پایا ناکام پھر آئے ۔

سویز میں گھر میں پچاس روپیہ یومیہ کرایہ میں جاکر اترے ۔ ۱۶ ذیقعدہ یکشنبہ کو [illegible] دن رہے گرد ونگ ڈاک پر سوار ہو کر ۱۷ تاریخ وقت دوپہر داخل مصر ہوئے ہوٹل یعنی کاروانسرا میں پانسو روپیے کے کرایہ کا مکان لیکر اترے اس مسافت کا فاصلہ چوبیس کوس ہے ۔ ۱۹ تاریخ چہار شنبہ کو ابراہیم پاشا کے مکان میں اڑھائی سو روپیہ کرایہ دیکر اترے دس دن تک مصر میں رہے مقام متبرکہ مشہور حسنین یعنی بموجب ایک روایت کے سر مقدس جناب سید الشہدا دفن ہے جناب عالیہ وہاں تشریف لے گئیں مجلس عزا کی ایک جگہ اکاون روپے دوسری جگہ پچیس روپیے نذر چڑھائے رات کو مراجعت فرمائی داخل مصر ہوئیں ۔

غرض قافلہ شاہی نے مصر مین چند روز مقام کیے فی الحقیقت خستگی اٹھوئی۔ عباس پاشا ئے مصر
تو قافلہ شاہی کے آنے سے مطلع ہوا مولوی مسیح الدین خان سے ملاقات ہوئی منظور خاطر ہوا کہ
شاہزادون سے ملاقات کیجیے اور طریق ضیافت و مہمانی فراخور حال ہو لیکن صاحبان عالی کے
خدشہ توہمات سے مناسب وقت نہ جانا بلکہ وہان کے پالیوز کو کچھ خدشہ گذرا تھا رفع کیا گیا۔

۲۹۔ ذیقعدہ کو وہان سے آٹھ بجے ریل پر سوار ہوئے شام کو اسکندریہ مین پہونچے یہ
مسافت تیس کوس کی ہے۔ معرفت خدا بخش تاجر کاروانسرا مین اترے۔ ۴ ذی الحجہ کو بعد
دوپہر کے کاروانسرا سے چلے چار بجے جہاز ماندس پر سوار ہوئے؛ اس دن جرأت علی خان
میر اولاد علی ہرقربی یا پسی وغیرہ مع رسالہ خزانہ خرچ پہنچکر ہمراہ رکاب ہوئے۔ ۷ ذی الحجہ کو بعد
دس بجے کے مالٹہ مین لنگر کیا خوبی حسن عمارات عالی شان شہر قابل دید تھی لیکن اس شہر مین ہر
شے ہر قسم کی بہت خوب ہے لیکن حد سے زیادہ گران چار گھڑی رات گئے وہان سے لنگر اٹھا کر
۱۳۔ تاریخ کو جبرالٹر مین پہونچے یہان عمارات عالی شان کو پہاڑون کو تراش کر بنایا ہے اور رنگا
رنگ کی لکڑی اور نقش کا تحیر ہو رہے ہین بہ نسبت مالٹہ کے ہر شے کو یہان ارزان پایا تین دن کے
بعد یہان سے چلے اس دریا مین طوفان عظیم اٹھا پایا سب کو یقین غرق ہو چکا تھا بارے فضل خدا سے
نجات پائی۔ ۱۸۔ ذی الحجہ کو ۹ بجے شام کے وقت لنگرگاہ ساؤتھمپٹن یعنی جنوب لندن مین پہونچے
یہ دونون بندرگاہ جنوبی و شمالی لندن واقع ہین اس شہر مین تجارت خاص ابریشم و قالین وغیرہ
ہوتی ہے سینتیس کوس کا فاصلہ لندن سے براہ خشکی ہے۔ ریل پر تین گھنٹے مین لندن
پہونچتے ہین۔

جہازون مین جہان جناب عالیہ اور عورات پردہ نشین تھین اسی طرف سے بند تھا کہ نامحرم آدمی جانے
پائے دو تین مرتبہ گانے کی آواز آئی غالب ہے کہ مرثیہ پڑھا ہو جب اسکندریہ سے جناب عالیہ
دوسری جہاز پر سوار ہوئین عجب طرح کا معاملہ پیش آیا کہ تندی و شدت ہوا سے اس وقت جہاز کو
تلاطم تھا جناب عالیہ اپنے لباس خاص سے الجھ کر سطح جہاز پر گر پڑین صاحبون نے چاہا کہ دوڑ کر

اہانت کرین لیکن بسبب رسم ہندوستان کے خواجہ سرا مانع ہوئے بہزار خرابی عورات کی اہانت سے
خاص کمرے مین داخل ہوئین اس قافلے مین کئی منشیان و فتراشی کاروائی مین مشغول تھے جب جہاز
سے صندوق بارکنارے اترے پرمٹ پر گودام مین رکھے گئے جنہین پیشتر سے خالی کر رکھا
تھا اور حسب الحکم گورنر خزانہ جناب ملکہ معظمہ اسباب کو بہت احتیاط سے بتمام محصول پرمٹ نہ
لیا فرش خواب و اسباب باورچی خانہ کثرت سے تھا ایک مسخرہ بھی ان کے ساتھ تھا جس سے
سب ہنستے تھے نوکر شاگرد پیشہ حقہ پیتے آپس مین غل و شور مچاتے تھے اس عرصے مین بوجہ سواری
جناب عالیہ کے نکلنے مین کچھ دیر ہوئی اس جہت سے منظور ہوا کہ پالکی مین سوار ہو کر نا ترین گاڑیون مین
سوار ہون جو کنارے کھڑی تھین جب تین بجے دو گاڑیان بہت عمدہ چار گھوڑون کی حسب الحکم
کوتوال شہر کے آئین اہل شہر مشتاق سواری ہزارون جمع ہوئے کنارہ دریا سے جہان گاڑیان کھڑی
تھین فرش قالین بچھا دیا تھا جہاز کے آگے خواجہ سرا و ارکان دولت صف بستہ قاعدے سے
کھڑے ہوئے جب سامان جلوس سواری ہو چکا قنات پردہ کھینچی جس سے فقط عکس و صورت ملفوف
پارچہ مثل عورات مصر کے معلوم ہوتا تھا ان کے پاؤن مین جراب نہ تھی لیکن معرق بہانی سنہری
زیب پا تھے خوب چمکتے تھے جب گاڑیون پر سوار ہونے لگین ایڑیان نظر آئین قرینے سے معلوم ہوا کہ
یہ دونون بیبیان مقرب خاص ہین۔

جب گاڑی مین سوار ہو چکین او شیرے کو جلد جہاز سے اتار دونون طرف پردہ کیا اسر مین
بوجہ سواری نمود ہوا سیرون سے باندھ کر کشتیون پر اتارا نیلے رنگ کا معرق بوچہ کا پردہ تھا مرخ
بڑا چھاتہ معرق بیلبوٹے بوچہ مین تھا اس مین رعصمت مآب پردہ نشین تھی جسپر کبھی نظر نامحرم کی
نہ پڑی تھی چوبدار عصا سے نقرہ و طلا ارکان دولت بآداب شائستہ پیش پیش جلو سواری مین تھے
اس وقت اہل شہر بتمنی عکس و مثل جناب عالیہ کے رہ گئے خواجہ سرا ملازمین بدستور ہند مگر بہت اہتمام تھے
کسی کو گاڑی کے پاس نہ آنے دیتے تھے پھر اسی طرح گرد گاڑی کے پردہ کیا گیا جب وہ جہاز سے اور ج
اقبال شرف مع سامان نصیب رونق افروز ہوئین اس وقت سب خاص و عام نے باتفاق چلا کر فقط صرف کہا

جسے حالت مسرت و سرور مین کہتے ہین ایک شخص غیر کو سچ کہین ہے یا شاید ایسی وقت ان کو بادشاہ
میجر برڈ صاحب نے عرض کیا کہ انڈرو صاحب کو زوال شہزادہ اب عرض کرتے ہین حضور نے جیسی
ہاتھ نکالکر موافق رسم ولایت ہاتھ ملایا بعد اسکے مسافت راہ طے کرکے ساتھ اُنکے ہوٹل مین داخل
ہوگئین۔

اسکے بعد انڈرو صاحب اور ارلئے ہندوستان جو کئی برس سے ہر ایک اپنی داد خواہی کو
گیا تہا استقبال شاہزادون کے لئے جہاز پر گئے جنرل صاحب مرزا ولیعہد سے ملاقات ہوئی
پہر جہاز سے اُترکر چار گہوڑے کی گاڑی پر سوار ہوئے میجر برڈ صاحب اُسی گاڑی مین پیش رو بیٹھے
جنرل صاحب تماشائے خلق پر کم متوجہ ہوئے مرزا ولیعہد کا قد موزون تقریباً ۵ فیٹ ۱۰ انچ
کا تن لاغر اٹھارہ برس سے زیادہ سن شباب نہین معلوم ہوتا تہا گندم گون روشن چشم صاحب
ذہن و ہوشیار معلوم ہوتے تھے۔ اُن کے عم نامدار جوان قوی ہیکل پوشاک دونون کی بہت عمدہ
شاہانہ جواہر بیش بہا پہنے تھے خلائق اُن کی تشریف آوری کی منتظر تہی متعجب ہوکر بہون سے
جو کہا مرزا ولیعہد عدم واقفیت سے چپ چاپ دیکہنے لگے جنرل صاحب نے متبسم ہوکر
موافق دستور ہند ہاتھ سلام کا پیشانی پر رکہا پہر داخل ہوٹل ہوئے راہ مین خواص گس ہال سے
یہان بھی اُس سے زیادہ کثرت اژدحام تہی میجر برڈ صاحب دونون شہزادون کو بالاخانہ ہوٹل پر لے گئے
سب سے مخاطب ہوکر ہندوستانی اردو زبان شیرین بیان کی۔

۲۴ اگست کو مشہور ہوا کہ صاحبان عالی شان جو معزز مین ہیں اور سیم شاہزادون اور جناب عالیہ
سے ملاقات کرنے آئین گی دروازے پر ہجوم داخل خلائق ہوا لیکن سوائے زمیندار جاگیردار اور امرا
اور اعزا سے ولایت دوسرے کو اجازت حضوری نہ ہوئی اور بعد تین بجے دن کے دربار قرار پایا اور
چار بجے ملاقات جناب عالیہ سے ہوئی کثرت لوگون کی عمارت کے سامنے بہت سی ہوگئی اور پہر گئیان
عصمت کے دروازے پر حفاظت سے انگریزی لشکر لگایا کہ کوئی اندر داخل نہو۔ ہو برا شہر سے چیلے
عصا لیکر استادہ سلام کو کہڑے ہوئے ہر شخص صاحب۔ راجہ مس صاحب مترجم حاضر ہوئے اور [illegible]

کسیکو اجازت داخلی نہوئی اور دربار با اخانے پر ہوا کسواسطے کہ شہزادے وہین تشریف رکھتے تھے اور ملازمین نیچے پر کھڑے ہوئے صاحبون کی رہنمائی کے واسطے۔

صبح تین بجے پیچھے میجر بڈوصاحب شہزادون کے پاس گئے اُس وقت دونون شہزادے کمرہ خاص مین شغل میں تھے مرزا ولیعہد کا لبادہ کارچوبی طلائی مغرق سرخ رنگ کا جنرل صاحب کا سا اور پہلی تاج شاہانہ مکلل جواہر سرپیچ شیشہ دلائتی مغرق پُر تکلف زیب کرتھے خواجہ سرا لئے مشتی تیار موجود کھڑے تھے جو صاحب داخل ہوتا تھا میجر صاحب اُسکا نام لیتے تھے وہ کمال تہذیب سے سلام کر کے دوسرے کمرے مین جاکر بیٹھتا تھا جب سب بیٹھ چکے شاہزادے آکر دنگل پہ بیٹھے اور صاحب کرسیون پر پاس مجمع مین مل آنت مارڈوک اور اُن کی لیڈی بارک واسے کونٹ لسیٹن الڈمرال ایڈمرل کف مرجانی سیل سر جارج جنرل ایک انواسے لکھنؤ جو زمان جنت مکان مین ریذیڈنٹ تھے اور اُن کی لیڈی وغیرہ شرفیاب ملازمت ہوئے جنرل صاحب اور ریزیل پالک مین باتین ہندوستانی شہر ہوئین اور صاحب لوگ اُن غور سے سنتے تھے تھوڑی دیر کے بعد شہزادے اُٹھ کھڑے ہوئے اور نہایت اخلاق سے پیش آئے۔ صاحبان عالی شان بڑی ہی تعظیم تکریم سے موافق دستور جھک کر رخصت ہوئے پھر اسکے بعد یہ صاحب آئے اسی طریق سے ملاقات کی رخصت ہوئے شاہزادون کی بشرے سے کشیدگی خلاف ظاہر تھی۔

۴ بجے تیسرے پہر اُس شہر کی حاضر خدمت جناب عالیہ ہوئین سر بنڈن صاحب کی بی بی اور ایک اور میم جو مدت تک لکھنؤ میں رہی ہیں اُنکے ہمراہ دونون مترجم تھین جب میم اُن جناب عالیہ دنگل پر بیٹھین آٹھ اور خاص مستورات مقربہ لباس فاخرہ پہنے دوشالے بہاری اوڑھے تھین لباس جناب عالیہ بیگم زیادہ عمدہ تھا میم صاحبات سے بہت اخلاق سے پیش آئین لیڈی بارڈوک سے فرمایا افسوس ہے کہ مین تمسے انگریزی مین بات نہین کرسکتی صحبت ہی چار گھنٹے تک رہی اس عرصے مین دونون شاہزادے بھی آکر شریک صحبت ہوئے اور اپنی ماں کے پہلو مین بیٹھے۔

اب تمدن کی کیفیت بیان کی جاتی ہے کہ صورت ملاقات جناب ملکہ معظمہ شہر کی جناب عالیہ

لباس مصری یا عربی سے تشریف لیجائیں مگر حکم تھا کہ دو صاحب حاضر حضور جناب ملکہ معظمہ حسب دستور
رہیں گے باقی کوئی اور صاحب سوائے عورات کے نہ ہوگا جناب عالیہ مع مقربان خاص جنرل صاحب
مرزا ولیعہد بہادر و مولوی مسیح الدین خان سفیر شاہی پر تکلف گاڑی میں سوار ہوکر چلے جب گاڑی جناب
عالیہ مقام فرودگاہ خاص پر پہونچی آٹھ میم جو زبان ہندوستانی سے واقف تھیں استقبال کو آئیں
بعد ادائے سلام شاہانہ مقام خاص میں لیجا کر پر تکلف کرسیوں پر بٹھایا اب آراستگی و زیب و زینت
اس محلسرائے شاہی کی اور ہر کمرۂ خاص کی کس زبان سے بیان کی جائے جس سے سننے والوں کی
تسکین ہو اور غلبۂ شوق نظارہ بڑھے بعد چند دقیقہ کے اُن میں سے ایک میم نے حضور جناب ملکہ
کو خبر کی ملکہ دوران لباس سادہ غیر تکلف سے رونق افروز ہوئیں اور بعد ادائے سلام زینت بخش
کرسی جلالت ہوئیں جناب عالیہ نے اشرفیان نذر کی حضور میں گذرانیں دو صاحب حاضر الوقت پشت
سر جناب عالیہ مقابل جناب ملکہ کھڑے ہوئے۔

جنرل صاحب آداب سلام شاہانہ ادب سے بجا لائے نذر دی پشت دست پر اپنے بوسہ
دیا چاہتے تھے کہ جناب ملکہ نے کمال ملاطفت سے ہاتھ ملایا یہی صورت مرزا ولیعہد کے واسطے
ہوئی سفیر شاہی ہم پہلوے شاہزادوں کے بیٹھے شروع کلام دریائے شور سے ہوا فرمایا تم کبھی جہاز
پر سوار ہوئے ہو عرض کی ہمارے شہر میں ایک بہت چھوٹا دریا گومتی ہے کبھی ہمیں اتفاق سواری کا
نہ ہوا جب بابت صدمات جہاز اور تکلیفات کا بیان ہوا ترحم اور تاسف کیا پھر مکانات ولایت کا
ذکر ہوا کہ اگر نہ دیکھے ہوں تو میں اُن کے دکھانے کا حکم دوں اُس کے بعد فرمایا میری دس اولاد میں
بعض اُن میں سے گہوارے سے نہیں نکلے لیکن پرنس آف ویلس ولیعہد ابھی لڑکا تیرہ برس کا
ہے اگر اجازت ہو آپ کے سامنے آئے عرض کی بسم اللہ میں بھی مشتاق ہوں کئی میم صاحب جا کر
لے آئیں جناب عالیہ نے اپنی گود میں بٹھایا اور بہت پیار فرمایا اور فرط محبت سے اپنے گلے کا
ہار انہیں پہنا دیا اتفاقاً وسط ہار میں ایک عطردان مرصع بھی تھا جناب ملکہ معظمہ نے اُسے دریافت
کیا عرض کی اس میں عطر رکھتے ہیں اور بروقت رخصت دوست حسب معمول عطر اس میں سے دیتے ہیں

پس اُس وقت جناب ملکہ معظمہ کے خیال میں آیا شاید یہ بزرگ بسبب خستگی راہ کے رخصت ہوا چاہتے
ہیں فرمایا تمھیں بہت تکلیف ہوئی تھوڑی دیر استراحت کر کے جانا۔ یہ ملاقات اجمالی ہوئی۔ بعد
ہفتے عشرے کے بتفصیل حال ملاقات ہوگی پس بنا بر امداد ایام باقرمام تھی کہ صورت ملاقات
دوبارہ نہایت ٹھہری لہذا استراحت کے واسطے ہم نے گاڑی تک مشایعت کی۔

آٹھویں دن کے بعد یہ حضرات منتظر وعدۂ سلطانیہ تھے کہ دفعۃً اخبار فساد ہندوستان
کوچہ بکوچہ کا شمس شائع ہوا اور اہل شہر میں ایک تلاطم عظیم برپا ہوگیا اور خاص و عام کو اس
واقعے سے ایک حیثیت رشماتت ہوگئی یعنی یہ فساد سپاہیوں کی قوات سے ہوا ہے اور ان حضرات
کو بھی بسبب اس کے ایک کلی پیدا ہوئی کہ ولایت غیر میں اس حالت بے کسی اور بے اختیاری میں
دیکھیے ہم غریب الوطنوں پر کیا گذرتی ہے اور انجام کار کیا ہوتا ہے۔

من چہ سگالم و فلک در چہ خیال
کارے کہ خدا کرد فلک را چہ خیال

خلاصہ یہ کہ جناب عالیہ بہت متفکر تھیں مگر اب بظاہر چارہ کار و علاج معلوم کہ حصول
مقصد دنیاوی محال ہو گیا معلوم ہوا شاید ایزدی یہی ہے اور بالفعل اگر اس کا حصول بھی ہوتا تو کوئی
مستحق اس کا نہیں ہوتا لہذا مناسب ہے کہ اب بیکر [illegible] اپنی حال کیجیے یعنی فکر فراست
ہو کر از راہ مصر شرف حج [illegible] بہتر ہے بنا بر اس عدیشۂ فتور سے بھی نجات متصور ہے
بعدہ دو خاص سے تشریف فرما ہوئیں جب پیرس میں پہنچیں آلام جہانی سے علالت مزاج
ہوئی آخرالامر [illegible] ربیع الثانی ۱۲۷۴ھ کو انتقال فرمایا اسی وقت خبر بذریعہ تار برقی وفات کی
خبر لندن میں پہنچی جنرل صاحب اور ولیعہد بہادر مع ملازمین رکاب دودی سے تشریف
لائے۔ یہاں کے حکام نے لندن کے حاکموں کو کہلا بھیجا کہ یہ غریب الوطن خاندان شاہی
ہماری سلطنت میں انتقال کیا ہیں ہر حال میں رعایت و پاسداری اپنے نام کی مناسب ہے
یہاں سے کچھ جواب شافی نہ گیا مگر لندن کے وزرائے سلطنت اور شاہنشاہ نے اپنا نام [illegible]

کے موافق دستور تہذیب تکلف اور ہجوم سے اٹھا کر قابل یادگار ہے وزرائے سلطنت
ارکان دولت اعزہ و اقربا شہر شہزادہ ہا بایں سکل ساتھ ہوئے چند قدم جنرل صاحب پیادہ
چلے تھے جب شدت ہم و غم سے طاقت نہ رہی وزیر اعظم نے اپنی گاڑی میں بٹھا لیا پھر
اور سب بھی گاڑیوں پر سوار ہوئے ہزارہا رعایائے شہر پیادہ ساتھ تھی ہزاروں یورپ صاحبان
کوٹھوں پر سے کالے رومال غم کے موافق اپنے دستور کے ہلاتی تھیں اور سفیر سلطان روم
کے صحن مسجد میں مع تابوت دفن کیا یعنی سپرد خاک تا مدت معینہ کیا اگر کسی نے اس کی فکر
نہ کی کہ وہاں سے کسی امکنۂ مشرقہ میں لیجا کر دفن کرتے اور یہ جگہ بھی کچھ قدرت خدا سے
خالی نہ تھی مگر معلوم نہیں کیا صورت ہوتی ہے شہر پیرس کے خاص و عام یہ ماجرا دیکھکر تاسف و
افسوس کرتے رہے اور جنرل صاحب پر جو صدمہ تھا اس کا کیا بیان ہو۔

جنرل صاحب کو اس صدمۂ روحانی سے شدت عارضۂ مزمنہ زیادہ ہوئی مختصر یہ کہ
تاریخ ماہ رجب کو انتقال فرمایا اسی طرح ان کے بھی جنازے کو باہتمام شاہانہ اٹھایا بلکہ حسرت
و ندامت اس مرگ ناگہانی کا سب کو زیادہ ہوا ان کو بھی اسی گوشۂ درگاہی میں مدفون کیا
شہنشاہ نے چاہا کہ ان کی عورات کو تقریب ماتم پرسی میں بلوائیے تاکہ ضمناً مرزا ولیعہد سے
بھی ملاقات ہو بلکہ دل منظور تھا کہ جناب ملکہ سے ان کے باب میں بخوبی سفارش کریں
اور بطریق دوستانہ ازراہ بلندنامی سمجھائیں لیکن ان کے مشیران خاص نے اسے مناسب
وقت نہ جانا اس احتمال سے کہ ہم متوسل سلطنت انگلشیہ کے ہیں مبادا ان کو ہماری طرف سے
سخن خلاف پیدا ہو لہذا ہم کو بہرحال ان کی اطاعت چاہیئے عذر ظاہری کہلا بھیجا کہ موافق
دستور ہند چالیس دن تک صاحبان ماتم کہیں نہیں جاتے انشاء اللہ بعد مرور ایام حاضر
ہونگے ۔ اس عرصے میں ایک صاحبزادی حضور دو سالہ چار برس کی جنرل صاحب کی تھی اسنے بھی
وہیں وفات پائی وہ بھی وہیں مدفون ہوئی۔

جب یہ خبر وحشت اثر حوادث ناگہانی کلکتہ میں گوش ہوش حضرت سلطان عالم پہونچی

وہ کس زبان سے بیان کیا جائے ایسے صدمات عظیم کا قلب بشری کی شکل سے متحمل ہو سکتا ہے
مگر شکر و صبر کے سوا کیا چارہ ہے ۔

مرزا ولیعہد بہادر نے حضرت عالم نامدار چچا مولوی مسیح الدین خان نے عرض کیا
حضور مالک مختار ہیں اگر پہلے حضرت کو عرض کیا جاتا بہتر ہے یہ نہایت ناگوار خاطر ہوئی جو کسی
نے اس پر اقرار داشت لگایا آخر نوبت باطلاع عدالت ہوئی مولوی صاحب نے تحریر بادشاہ
اپنی مختاری کی پیش کی اور تیس ہزار روپیہ عین المال عدالت میں جمع کر دیا بادشاہ کو عرضداشت
کی دستخط خاص سے مزین ہوئی کہ امور سفارت میں جو ہیں بدولت نے اختیار دیا ہے مرزا ولیعہد
سے ناگوار خاطر ہیں پھر پیرس میں تشریف لائے شہنشاہ نے پھر ان سے ملاقات چاہی انہوں
نے اپنے مشیروں سے مشورہ کیا بالاتفاق یہ تجویز ہوئی کہ لیتے ایجنٹ سرکار سے بذریعہ تار برقی
اس سلوک کو پوچھیے تو بہتر ہے اس نے جواب بھیجا کہ ہم اس امر خاص میں کچھ نہیں کہہ سکتے
اگر تمہاری ملاقات ہو جاتی تو باعث بہلائی کا تھا کچھ قباحت نہ تھی یہ سنکر مولوی صاحب نے
عرض حال کی مرزا ولیعہد بہادر نے شخص واسطے کہدیا کہ ہم جس سلطنت کے متوسل قدیم
ہیں دنیا میں جو ان کے اور تمہارے صفائی قلبی نہیں ہے لہذا ملاقات نہ کرینگے جب مرزا ولیعہد نے
یہ پیغام کہلا بھیجا کہ تنہ اطلاع سفارت از خود یہ پیام بھیجا بہت سے کلمات عتاب خان موصوف کو
فرمائے اور اپنے پاس آنے سے منع کر دیا اور شہنشاہ کو بھی اس کا بہت ملال ہوا چنانچہ پیشتر
اسلیے روز مرزا ولیعہد ہوا کھانے کو جاتے تھے شہنشاہ سے صاحب سلامت ہوتی تھی بہت
اشتیاق دلی پایا جاتا تھا اس دن سے جب ان کی گاڑی کو دیکھتے تھے دوسری طرف تشریف
لیجاتے تھے اور اپنا موڑ پھیر لیتے تھے ۔

بعد اسکے مرزا ولیعہد بہادر عازم ہندوستان ہوئے مصر میں داخل ہوئے اور ولایت سے
سب متروکہ جنرل صاحب نے اندر کلکتہ کیا اور ایک تاج مرصع - تلوار - دوشالی - اور موتیوں کا لبادہ
اپنے واسطے رکھ لیا جب مصر سے اراده کلکتہ کیا ایک خیرخواہ نے مفصل لکھ بھیجا کہ ابھی آپ

مصر مین توقف فرمائین تو بہتر ہے۔ مبادا ایسا نہو خدا نخواستہ مثل ابو شاہ سیلان مین پہنچکر
حفاظت صاحبان عالی شان مین ہوجائین اس سبب سے وہین چندے توقف کیا۔

۲۹۔ ستمبر ۱۸۵۶ء کو گیارہ بجے گارڈن ریچ مین جہاز دودی نے لنگر کیا جب یہ مژدہ جاوید
مسیح مبارک پہونچا فرط محبت و مسرت سے بیقرار ہوکر سب کو حکم استقبال ہوا پہلے صلح السلطان
ذکر ال... نے جاکر نذر دی پوشاک سفر بدلوائی عنایت الدولہ سید سجاد علی خان مرزا محمد عسکری خان
بیٹے مرزا فیع الشان کے یہی بغرض استقبال کلکتہ گئے تھے اور ملازم بھی حاضر ہوئے مرزا
محمد عسکری خان کو غیر سمجھکر پوچھا مسیح السلطان نے سبب ورود باطنی بیان کیا کنارہ دریا بہت
بھیڑ تھا جیتے جہاز سے جتنے مسافر تھے سب اُتر گئے جہاز دودی سلطانی کو حکم ہوا جب تو بجے
جہاز سے مرزا محمد عسکری خان کی کشتی کرایے پر لی مرزا ولیعہد بہادر باہم ہوکر گھاٹ سے اُترے
جب جنرل صاحب کے صاحبزادون نے نذر دی کمال محبت سے اُن کے گلے مین ہاتھ ڈال دیا
پھر مع ان تینون شاہزادون کے گاڑی پر سوار ہوئے سوار سلطانی جلو سواری مین تھے بڑی
دھوم دھام سے قریب چار بجے داخل کوٹھی ہوئے بادشاہ اُس وقت نواب خاص محل صاحبہ کے
پاس تھے شرف ملازمت حاصل ہوا۔ قریب شام اپنے خاص محل مین داخل ہوئے صحیح گئے سلامت آئے
شستہ نیز دمی ...ین کسی کو دخل نہین۔

جب حضرت سلطان عالم رونق افروز قلعہ کلکتہ ہوئے تھے ایک قصیدہ نواب گورنر جنرل بہادر
کی شان مین انشا فرماکر بھیجا تھا اُسکی نقل بھی عبرت الناظرین سمجھکر مندرج کی جاتی ہے۔
قادر ذوالجلال ریاض دولت و اقبال اریکہ آرائے سلطنت و حشمت نو رونق بخش سریر شوکت
و عظمت را تا بہاے سحاب عنایت خویش دائم شگفتہ و خندان و مخضر زمان دارد۔
بعد رقمیر شمیر مجمل نظیر تہنیت و منتخب تا ... مضمن و برینہ چند شعر در مدح ذات بابرکات آن ستودہ
صفات انشا نمودہ برائے ملاحظہ عالی ارسال می دارد۔ ع
گر قبول افتد زہے عز و شرف

وہ خرطوم اُس کی سونڈ ہے گھٹا ساون کی جیسے ہو
مقابل مین عدو کے اژدہا جیسے طرح سے خم ہو

وہ دندان اُسکے جیسے شمع کافوری اندھیرے مین
ویا ظلمات کے رستے مین ذو القرنین باہم ہو

بلندی اُس کی ایسی ہے کہ جیسے چرخ کی عظمت
سیاہی ایسی جیسے مشک تاتاری کا عالم ہو

در عرض حال خود

تمامین کمترین اک ہیچ عنوان ذات انور دات
تری نسبت عنایت کا نہ سایہ مجھ سے ایکدم ہو

جو دامن تیرا پکڑا ہے تو پوری دستگیری کر
کہ پھر جاؤن کہان کس سے جو میرا کام ہر دم ہو

جو مارو گے مجھے تو مین بیچارہ چلا [illegible]
ہمارے حق مین جیسے [illegible] ہو

[illegible]
نثار [illegible] دل کو [illegible] ہو

مطلع

اعانت چرخ کی اسوقت مین تم کیونکہ قائم ہو
میرا ہر مو ہوا رطب اللسان نواب اکرم ہو

یہ چھوٹے چھوٹے بچے نہیں جانت جگمین [illegible]
[illegible] عنایت [illegible] کم ہو

قدم سب پہ [illegible] بے خطا ہون مین
[illegible] مقدم ہو

وسلے شاہ اودھ دیا [illegible]
دعا [illegible] ہر دم ہو

رہے حکم حکومت ملکہ عالم کی دنیا مین
وزیر ملکہ انگلستان مسرور ہم شاد و خرم ہو

ایام جمعیت و کامرانی بہجت و شادمانی بکام باد۔

غرض جب بادشاہ نے یہ قصیدہ انشا فرمایا جو مرثیہ احوال ہے تو اُسکا بھیجنا نواب گورنر جنرل بہادر کو منظور خاطر اقدس ہوا نواب خاص محل سے مہر خاص طلب فرمائی نا مناسب اور خلاف رتبہ شاہی سمجھکر یہ عذر فرمایا کہ یہ در بدر پھرنا گدائی ہے اسقدر تو مین اپنے ہاتھ سے کر گیا مگر در در مانگنے سے صبر سے بہتر ہے پادشاہ نے میجر ہربرٹ اور کرنل کو بنا صاحب سے فرمایا آپ اس وقت محل مین جا کر مہر لے آئیے جب دونون صاحب تشریف لائے فرمایا بموجب حکم نواب گورنر جنرل ہم سب بتعمیل حکم بادشاہ مین بہتر یہ ہے کہ مہر عنایت فرمائیے اُس وقت مجبور ہو کر حوالے کی۔

اب حضرت سلطان عالم کا مرثیہ حال سُننا چاہیئے۔

جب غدر کی عام وبا ملک مین پہیلی تو ایک خیر اندیش نے عرض کیا کہ کیا عجب ہے ہم سب چند روز کیواسطے نظر بند ہو جائین پس صفائی قلبی مقتضی اسکی ہے کہ آپ خود نواب گورنر جنرل سے عرض کیجئے کہ اس شورش ہنگامۂ فساد سے جو سارے ہندوستان مین برافروختہ ہو رہی ہے ایسا نہو کسی صورت اتہام سے الزام سرکار نسبت ہمارے ہو لہذا مناسب ہے کہ ہم چندے تا رفع ہنگامہ آپکے قریب کسی کوٹھی مین آکر رہین تو بہتر ہے۔ یہ بھی حضور عالم اور خود بادشاہ نے گوارا نہ کیا فرمایا دیدہ و دانستہ از خود قید و تنگی مین اپنا بیٹھنا کیا ضرور ہو اور خلاف ہماری شان و شوکت و منزلت کے بات ہے اسکے سوائے نواب محذرۂ عظمیٰ نے کئی لاکہہ روپے بنگال بنکھ مین دیا تھا جسکے خود قصد ڈاگی (؟) لکہنو گیا تھا پھر اپنے دیوان کمیت رائے کو اسکے زر نافع لینے کو بنک مین بھیجا کہ بھی ضرورت اپنی ملازمین کی تنخواہ کی ہے اس سے ثابت ہوا کہ لکہنو جاکر تقسیم تنخواہ بدمعاشان سرکار کرینگے خلاصہ جب ایسے اسباب ظاہری اپنی نافہمی اور بداقبالی سے پیدا ہوئے تو عقلائے صاحب فہم کیونکر نہ اسکے سدباب کی تدبیر کرین نا اسطرح تاقتل خطیر بہت بتانخواستہ شیر التدداد مرد ... ... کہتے تھے کہ ہندوستانی افسران فوج نے ہمسے عرضداشت بادشاہ کی نام دی مگر بادشاہ نے بتاکید و تہدید فرمایا کہ ایسے امور جنگ و فساد کا میرے سامنے پھر ذکر کرنا ہمیشہ یہان سرکار کی قید مین ہوکر ایسی حرکت کرون اپنے گھر مین جب تھا کبھی مجھے ایسا خیال نہ ہوا گذرا یہان ایسی حرکت کا مرتکب ہون۔

غرض ۲۳۔ شوال ۱۲۷۳ھ کو پہلے سرکار نے یہ انتظام کیا کہ شہر کلکتہ سے کوئی شخص باہر نکلنے پاوے اور جو جاوے اس کی تلاشی لیجائے قریب صبح صادق تھی کہ لشکریان شاہی نمازگذار مستعد و مشغول نماز و اوراد صبح گاہی ہوا چاہتے تھے اور اکثر خواب غفلت یا عیش و راحت مین غلطان اپنے اپنے بستر آرامگاہ پر ہوتے تھے کہ ناگاہ دو پلٹن گورہ چار سو جوانون نے احاطہ خاص کوٹھی کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا بارہ توپین ہر پھاٹک اور چار چار توپ

دونون پھاٹکون پر لگا کر مہتاب ہر توپ پر روشن کی پھر بریشت صاحب ٹون میجر کو مع صاحب
قلعہ دار بے تکلف بیباکانہ داخل کوٹھی ہو کر درجہ اول کوٹھی مین کہ نشستگاہ ہے اور بیچ مین جہاز
جنگی بہت تیار لگا دیئے تھے اور ہر توپ پر مہتاب روشن تھی اور شاہ غسل کر کے مشغول
نماز تھے ۔

کنز الدولہ مصلح السلطان کو مع رائتی لگا کے آئے بادشاہ سے صورت حال عرض کی بادشاہ نے
بعد فریضہ نماز تبدیل پوشاک کر کے حمائل قرآن شریف کو حمائل کیا تلوار دو سپہ دست مبارک
مین لیکر فرمایا میجر صاحب کو بلالو میجر صاحب کمال نمایش غرور سامنے آئے اسکا سبب یہ تھا کہ
اسکے پیشتر کبھی بادشاہ نے ان سے ملاقات نہ کی تھی فقط مصلح السلطان کے پاس آ کر خبرین
پوچھ کر چلے جاتے تھے آتے ہی حکومت سے کہا حکم نواب گورنر جنرل یہ ہے کہ آپ چند روز
قلعے مین ہماری حفاظت مین رہئیے تو بہتر ہے فرمایا مجھ اسیر بے گناہ پر کس جرم پر یہ قید جدید ہوتی
ہے یہان بھی تو مین تمہاری ہی قید مین تھا اب تو یہ قرآن ہمارا ایمان ہو گیا ہے ہم شدید بدل لیتے
ہین کہ بجز اطاعت و فرمانبرداری سرکار انگریز کے کبھی کوئی امر فاسد تصور کبھی نہ تھا اور نہ ہے یہ
دشمن سرکار نے ایسا دشمن جان پایا ہے اور جانتے ہین خیر اب اگر یہی منظور ہے تو بسم اللہ حکم حاکم
مرگ مفاجات ہمارا یہ سوار ہو نگا میجر صاحب نے ایک سوار کو حکم دیا نواب گورنر جنرل کی گاڑی جلد لاؤ بادشاہ
سوار ہوئے میجر صاحب اور ٹون میجر برابر بیٹھے نواب مجاہد الدولہ بھی بادشاہ کے مسلح پہلو مین
بیٹھے ایک افسر انگریز نے چاہا مین بھی پہلو مین بیٹھون نواب نے منع کیا ترک ادب ہے کیفیت
پھر کہان بیٹھون کہا کوچ بکس پر ایک خواص سے تھے چاہا گاڑی کے پیچھے کھڑا ہو دیانت الدولہ نے
کہا آج یہ مقام ہم غلامون کا ہے میر نواب مخاطب عشرت الدولہ جوان نوزسیدہ ملازم مجاہد الدولہ
بھی ان کے برابر جا کھڑا ہوا بادشاہ نے وقت سواری کنز الدولہ سے فرمایا ہماری جان اب
تمہارے اختیار مین ہے اور مصلح السلطان سے فرمایا میرے گھر سے خبردار ۔ غرض کچھ سوار جلو
سواری مین ہو گئے قلعے کے مکان مجوزہ مین داخل ہوئے راحت السلطان کر بنائی خود مشغول

بیتاب و بیقرار ہوکر قلعے کے دروازے پر پہونچی گوروں نے روکا سنگینوں سے دھکا دیا اس عورت
مرد حسرت نے جواب بہت سخت دیے کہ ہم خود یہاں اپنی جان دینے کو آئے ہیں دھکیلتے
کیوں ہو گولی مار دو میں ہرگز یہاں سے نہ سرکوں گی غرض دہائی ہوئی بادشاہ کے پاس
چلی گئی انہیں الہ داد بھی افغان وغیرہ پہونچے اُس وقت بادشاہ کے پاس فقط چند آدمی حاضر تھے
کئی دن کے بعد چوبیس آدمی ہر خدمت کو اجازت ہوئی بتفصیل خدمت ۔

حضور عالم نماز فریضہ پڑھ کر پوشاک بدلکر برآمد ہوئے احسان حسین خان مع احمد علیخان تمنی
میر نجات رفیق قدیم پیسب جہاز پر سوار ہوئے میر نجات سے تلوار مانگی اُنھوں نے جھنجھلا کر
دریا میں پھینکدی توپ میں ڈانٹ دیکر احسان حسین خان کو اُسکے سامنے ٹہرا کیا پوچھا ہم کس
جرم و خطا پر اسکے سزاوار ہوئے ہیں کہا اگر بادشاہ قلعہ کے جانے میں کشمکش کرتے تو ہم تم سب کو
جو اس احاطے میں تھے توپ سے ہر چہار طرف سے اُڑا دیتے رضینا بقضا سمجھکر حالت
سکرات میں سب رہے بارہ سو آدمی مجموع اُس وقت احاطہ کوٹھی میں تھے سوائے
صاحبات محل وغیرہ

جب بادشاہ سوار ہو گئے فوج مع توپ اپنے مقام پر پھر گئی لیکن جتنے آدمی باقی رہے
کوٹھی میں شمار کرکے لکھے اور ہر روز ان سبکا جائزہ لیا جاتا تہا محلات میں ہر طرف قیامت
کبریٰ برپا ہوئی۔ شاگرد پیشہ خوف جان سے ہر طرف کی دیواریں پھاند کر بھاگے اور تبدیل
لباس بتغییر کر کے ہر طرف کو چلے گئے کئی مہینے میں راہ غیر متعارف سے ننگے بھوکے پیاسے
جو افغان وغیرہ لکھنؤ پہونچے ان میں سے بہت سے راہ میں گرفتار ہوکر کلکتہ گئے قید ہوئے
ہر ایک کے واسطے ایک مدت ہوئی تھوڑے سے آشنا سے پھانسی بھی ہوئے صاحبات
محل میں عجب کہرام مچا تھا اور حالت یاس و بیم میں تھے کہ دیکھیں اب کس بلا میں گرفتار ہوتے
ہیں کوٹھیاں ماتم سرا ہوگئی تہیں اسکے بعد میجر صاحب نے سب کے نام کتاب میں مندرج
کیے کہ ان کے سوا کوئی آدمی غیر داخل ہونے نہ پائے اسی جائزہ ہر ایک کا ہوتا تہا شام کو

جہاز مٹیابرج کی طرف آکر لنگر کرکے تمام شب رہتا تھا سپاہیوں نے خوف سے اپنے ہتھیار دریا میں
پھینک دیے تھے۔

اس مدت قیام قلعے میں مزاج اقدس اعلیٰ بسبب اختلاف آب و ہوا و ترددات صبح
و مساجات اعتدال سے منحرف ہوا تجویز قلعہ چنار گڈھ ہوئی اور شاید سوداویہ نے کو تبدیل ہوا کو
کہا ہو گر بادشاہ نے منظور نہ کیا محض تفریح و بعض کتابت منظوم جو صاحبات محل کو بواسطہ صدر
لکھ کر لکھنؤ آتی تھی اور اس مدت قیام میں جب خرچ کی ضرورت ہوئی مہر صاحب سے طلب فرمایا
چنانچہ چند دفعات کچھ روپے لیے اس میں سے کچھ صاحبات لکھنؤ کو مع تحائف بھیجے علی قدر حال
تقسیم کیے مگر اس طرف سے صاحبات محل کا یہ حال ہوا کہ جس طرح شیرازہ جلد کتاب ٹوٹ کر
متفرق ہو کر ہر کس و ناکس کے ہاتھ پڑ جاتا ہے بادشاہ نے اپنے عطیہ جات کا کچھ خیال نہ کیا۔
آخر کار ایک مہینے کے بعد بادشاہ قلعہ سے [illegible] اور [illegible] کوٹھی
ہوئے۔

شاہ مٹیابرج کے بعد پولیٹکل سوانح کا خاتمہ ہو گیا۔ شاہ نے پھر استرداد ملک کے لیے کوئی کوشش
نہیں کی۔

اس موقع پر ذرا اس خاندان کے کچھ پانچ حالات بھی دیکھنے چاہییں۔

اس خاندان کے بانی سعادت خان نامی تھے جو محمد شاہ بادشاہ دہلی کے عہد میں ملک
اودھ میں صوبہ دار یا ناظم تھے۔ سعادت خان نے انتقال کیا بعد ان کے داماد صفدر جنگ
صوبہ دار یا ناظم ہوئے ۱۷۵۴ء میں جب ان کا بھی انتقال ہو گیا تو شجاع الدولہ ان کے بیٹے
صوبہ دار ہوئے یہ عہد شاہ عالم بادشاہ دہلی کا تھا۔ شاہ عالم نے شجاع الدولہ کو وزیر کا خطاب
دیا یہ وزیر بکسر کے معرکے میں جو ۱۷۶۴ء میں واقع ہوا تھا انگریزی سرکار سے برخلاف لارڈ کلائیو
کی مشہور معرکہ آرائیوں اور نہ صرف معرکہ آرائیوں بلکہ دوستانہ کوششوں سے شجاع الدولہ
انگریزی سرکار جلد شیر و شکر ہو گئے جب شجاع الدولہ نے ۱۷۷۵ء میں قضا کی تو ان کے بیٹے

آصف الدولہ ان کی جگہ گدی نشین ہوئے۔ یہ عہد وزارت ہیسٹنگ گورنر جنرل کا تھا۔
۱۷۹۷ء میں آصف الدولہ راہی ملک بقا ہوئے ان کے مشہور فرزند وزیر علی کو ان کی ریاست ملی چونکہ وزیر علی نا تجربہ کار تھے اس وجہ سے وہ گدی سعادت علی خان پر مسلم ہوئی جو شجاع الدولہ کے بڑے بیٹے اور آصف الدولہ کے بھائی تھے۔ یہ عہد مارکوئیس آف ولزلی گورنر جنرل کا تھا سعادت علی خان کی فوج اس زمانے میں بیکار سی تھی اور زمان شاہ سدوزئی شاہ افغانستان کا اندیشہ تھا کہ ہندوستان پر نہ آ جاوے اس دور اندیشی کی وجہ سے مارکوئس گورنر جنرل نے یہ تجویز کی کہ وہ کی فوج موقوف کی جاوے اور انگریزی فوج اس کی جگہ رکھی جائے مسٹر ہنری ولزلی نامی ایک انگریز افسر کو سعادت علیخان کے پاس بھیجا مگر وہ کامیاب نہ ہوئے جب گورنر جنرل کے چھوٹے بھائی آرتھر ولزلی ہوئے جو اس وقت ہندوستان میں کمانڈر انچیف تھے سعادت علیخان کو سمجھایا تو وہ راضی ہو گئے یہ چھوٹے ولزلی وہی تھے کہ جنہوں نے انیسویں صدی کے اوائل میں فرانس کے بادشاہ نپولین بوناپارٹ کو واٹرلو کے میدان میں ہرایا اور جزیرہ سینٹ ہلینا میں قید کر کے بھیج دیا۔ اور پھر ولزلی کو ڈیوک آف ولنگٹن وغیرہ کا خطاب ملا۔

۱۸۱۴ء میں سعادت علی خان نے وفات پائی ان کی جگہ ان کے بڑے بیٹے غازی الدین حیدر کو ملی۔ ۱۸۱۹ء میں انہوں نے انگریزی سرکار کی رضامندی کے مطابق اپنے کو شاہ اودھ قرار دیا تب سے اس خاندان کے ہر ایک فرمانروا کو بادشاہ اودھ کہا جانے لگا۔

جب شاہ غازی الدین حیدر نے ملک بقا کی راہ لی تو ۱۸۲۷ء میں ان کے شاہزادے نصیر الدین حیدر تخت نشین ہوئے ۱۸۳۷ء میں اس بادشاہ نے بھی وفات پائی اور انکا تخت ان کے چچا محمد علی شاہ کی قسمت میں آیا ۱۸۴۲ء میں یہ بھی راہی ملک بقا ہوئے اور امجد علی شاہ ان کے شاہزادے ان کی جگہ تخت نشین ہوئے غرض کہ ۱۸۴۷ء میں واجد علی شاہ تخت نشین ہوئے۔

گیت اب تک مجالس طرب مین گائی جاتی ہین اور ناموں کی اختراع مین تو ایسا ملکہ تھا جس کو ایک قدرتی اور نیچرل جودت کہنا چاہیے چنانچہ سنِ جلوس کے مہینوں کے یہ نام قرار دیئے تھے۔

ماہ واجدی۔ ماہ محمدی۔ ماہ اختری۔ ماہ سکندری۔ ماہ حسینی۔ ماہ اثنا عشری۔ ماہ امانی۔ ماہ صنوبر۔ ماہ مراتب۔ ماہ منصوری۔ ماہ سلیمان ماہ نبی۔

تقدیم شہر ذیقعدہ کی وجہ یہ ہے کہ پیدائش بادشاہ کی اسی مہینے مین ہوئی تھی۔

گو سلطان عالم کے عہد مین خزانہ بہار غالی رہا تاہم فیاضانہ صفات کی کچھ کمی نہ تھی۔ ہر فن اور علم کے مسلم الثبوت استادون اور بالغ دستون سے لکھنؤ معمور تھا اور جب سے بادشاہ مٹیا برج مین اقامت گزین ہوئے رفتہ رفتہ کلکتہ کے پہلو مین ایک اچھا خاصا لکھنؤ آباد کر دیا۔ سیکڑون عمارات رفیع الدرجات تعمیر کرائین بہت سے فرحت خیز باغ اور خوشنما جانور خانے بنوائے۔ لاکھ روپیہ کی سلطنت کی برکت سے ایسی جگہ کہ لاکھون ہی کا مرجع اور ملجا ہوگئی۔ صوبہ اودھ اور دیار غیر کے شرفا کے اہل سال اور منہ اور ان غربائے سفدکی الحال اسی دامنِ فیض سے آکر بیٹھے ہندوستان ہو گئے اپنے قدیم زیر سایہ بلند پایہ جاگزین ہو کر زمانۂ سلطنت کا عیش و آرام بھول گئے۔ دولت و حشمت حکومت و سلطنت کچھ نہ تھی مگر اہلکاران شاہی نے اس بیس برس میں بیان جو کچھ کمایا اور اس لاکھ روپیہ کی سرکار کی بدولت جو عیش و آرام پایا بڑی بڑی ریاستون کے کارخانون کو بھی نصیب ہوا ہوگا۔ علما۔ حفاظ۔ اطبا۔ شعرا۔ خوش نویس۔ محرر۔ مصور۔ قرآن خوان۔ مرثیہ خوان۔ حدیث خوان۔ سوار۔ پیادے۔ مکاندار جانور باز وغیرہ وغیرہ انسات گلے تاؤ نے چار ہزار سے زیادہ نفر چالیس پچاس ہزار کے نوکر تھے اور تنخواہ مقررہ کے علاوہ مختلف ذرائع سے جو فائدہ ایک چند روپیہ کے

دار کو ہوتا تھا اُس سے وہ اپنی نوکری کو پندرہ روپے کے روزگار سے بہتر جانتا تھا۔

نوکرون کے علاوہ سیکڑون آدمی دانہ خوری جانورخانہ سے رزق پاتے تھے
سیکڑون محلات اور بیگمات کے توسل کی بدولت گھر بیٹھے روٹی کھاتے تھے۔
اہل بازار اور تاجران کلکتہ اس سرکار کی بدولت ہمیشہ مین ہزارون کا فائدہ اُٹھاتے تھے
اس کعبہ شریف مین چالیس روپیہ کے ایک نائب الحج مقرر اور کربلائے معلے مین ایک
طبیب مع مصارف شفاخانہ بیماران ہند کے لیے تھین۔ غرضکہ کہان تک ان امور کی
شرح کی جائے جو لوگ دیدۂ بصیرت رکھتے ہین اور خبث نفس سے معرا اور محفوظ ہین
وہ خوب جانتے ہین کہ یہ ایک ذات ربوبیت آیات سرمایۂ خیر و برکات اور مجمع ہزاران
حسنات تھی۔

[illegible] مین یہ سادگی کہ کبھی طعام و لباس مین کسی طرح کا تکلف پسند نہ تھا اکثر کھانا جو
تو یہ چھوڑ کر معمولی اور ادنی دال نوش فرماتے جیسی پوشاک خواص خاص [illegible]
تن فرمائی۔ کبھی اپنی خواہش اور شوق کے موافق پوشاک خانے سے زرنگاری [illegible] غربا کی
طرف اکثر التفات رہتا۔ اہل الخدمت ملازمین کو بھی ہمیشہ خطابات ملائم سے یاد کرتے
جو بکنا یا چین بچین ہوتا یا تو پکار کر کسی سے بات کرنا خلاف عادت تھا اگر کبھی کسی شخص
سے کوئی تکلیف پہونچی تو ایسے کلمات دردانگیز سے تنبیہ فرماتے کہ خادمون کا دل بھر آتا تھا
صفائی مکانات کی بڑی تاکید رہتی۔ صدہا خاکروب اور سقے ملازم تھے جہان [illegible] کی ضرورت
وہان چار موجود باغات اور چمنون مین صدہا باغبان تھین ہر وقت ہر خیابان پاک و صاف
اور ہر روش بعض و خاشاک رہتی۔

بادشاہ کی علالت کی ابتدا یہ ہے کہ

۱۹ شعبان ۱۳۰۳ھ سے حضرت کا مزاج ناساز ہوا ابتدائی شکایت درد و خفقان
و نزلہ و زکام کی تھی اسکے بعد [illegible] کا مرض لاحق ہوا تھا اور تغیر کی شکایت

جو اُس زمانے سے عارض ہوئی اُس نے وہ طول پکڑا کہ آج تک نہ ہٹی دو برس تک اقدام اطبا
و مشرف الدولہ بہادر معالج رہے اور اُن کے علاج سے اکثر امراض زائل بھی ہوئی مگر تبخیر
دفع نہ ہوئی اور اسی سبب سے بعد مشورہ و استخارہ حکیم آغا شکوہ معالج قرار پائے حکیم
آغا شکوہ کا بیان ہے کہ جب ہم نے علاج شروع کیا اُس وقت سوء کبد و معدہ بھی موجود
تھا مگر وہ نوبت اطبائے مسبوق الذکر منکر ہیں کہ ہمارے علاج تک ان امراض کا نشان بھی نہ تھا
تبہ طبیبوں کے ایسے جھگڑے کون چکا سکتا ہے حکیم آغا شکوہ بھی ایک ماہ تک معالج رہے
مگر کچھ نفع نہ ہوا اگر دو دن تبخیر میں خفت رہی تو چار دن شدت رہی ضعف کی انتہا نہ تھی خواب
سے آشنا [illegible] انتہا کا تھا ان حالات سے جان نثاران شاہی نے مضطر ہو کر کسی
طبیب حاذق سے علاج [illegible] اور بعد اتفاق آرا و استخارہ [illegible] بہادر نے حکیم
عبد العلی صاحب کو [illegible] تیسرے دن حکیم صاحب مٹیا برج میں پہنچ گئے اور دو روز بعد
[illegible] دیکھی کیفیات [illegible] زبانی خاص حضرت سے سنی [illegible] علاج
[illegible] کیا [illegible] امراض اور کیفیت [illegible] سے باہر ہو چلے تھے [illegible]
[illegible] ان کا علاج ترک ہوا اسلئے [illegible] سبب یہ تھا کہ حکیم عبد العلی صاحب
نے [illegible] کو پابندی معالجہ و پرہیز کی بہ نسبت آزادی اختیار کے زیادہ
[illegible] نہ تھا۔

[illegible] ہندوستانی کی [illegible] باتیں عجیب و نادر ہوا کرتی ہیں
ان میں ایک یہ بھی امر ہے کہ حالت علالت میں بھی ان کی نازک مزاجیاں اُٹھائی جائیں
اور طبیب بھی اُن کا پورا محکوم ہو کر علاج کرے وہ جو چاہیں نوش کریں جس وقت
[illegible] اُسی وقت دوا کا استعمال ہو طبیب کسی طرح کا جبر نہ کرے حکیم عبد العلی صاحب
اس علاج کے بعد مُصر ہوئے تھے کہ ہمارا رہنا بے سود ہے ہرج اوقات کے علاوہ زیر باری
[illegible] ہے بہتر یہی ہے کہ اہلکاران شاہی ہم کو رخصت کر دیں مگر اہلکاران سلطانی

مواقب الامور کے لحاظ سے اُن کی ایک نہ سُنی اور آپ کو جانے نہ دیا قصہ کوتاہ پھر حکیم
آغا شکوہ صاحب بشرکت اقدام الاطبا اشرف الدولہ بہادر معالج رہے اور دس دن تک
علاج کرتے رہے مگر کوئی نفع نہ ہوا بلکہ امراض میں اشتداد ہوتا گیا۔ تب اہلکاران
شاہی نے ایک دل ہو کر حکیم عبدالعلی صاحب کے علاج کے لیے حضور حضرت میں تحریک
کی حضرت نے فرمایا کہ میں نے اپنا جسم وجان تمہیں سونپا جو مناسب تجویز کرو۔ حکیم عبدالعلی
صاحب سے کہا گیا انہوں نے انکار کیا۔ ایک دن اہلکاران شاہی کے امرا اور حکیم صاحب
کے انکار میں گذرا آخرکار جب نواب منصرم الدولہ بہادر مدار المہام شاہی اُن کی فرودگاہ پر تشریف
لے گئے تب بڑے اصرار سے اُسکو ہمراہ لائے۔

حکیم صاحب نے بعد معائنہ نبض و کیفیات ایک کیفیت بعنوان فوطلب لکھکر پیش کی
جس کا ماحصل یہ تھا کہ اس درمیان میں امراض حضرت نے ترقی پکڑی ہے۔ ایسی ذات کا علاج
جسکی بدولت ہزاروں لاکھوں جاندار پرورش پاتے ہیں بہت نازک اور مشکل ہے
پھر تدبیر اور معالجہ میری رائے کے موافق ہوا اور اہلکاران شاہی کل امور قطعی طور پر مجھے
سپرد کرکے تحریری اجازت دیں تو علاج شروع کیا جائے۔ نواب صاحب بہادر و جنرل صاحب
بہادر و عطاء الدولہ بہادر وغیرہم اراکین دولت نے اس کیفیت پر حسب تحریری اجازت
دیدی تو علاج شروع ہوا۔ فراشیر و ورم معدہ و کبد و سپرز قلاع معقدہ استسقاء
تجبیر وغیرہ عوارض امراض حکیم صاحب نے تشخیص کیے اور انہیں کا علاج شروع کیا
بیس پچیس دن میں ورم کبد و معدہ اور سپرز وغیرہ میں تخفیف بین معلوم ہوئی اور حضرت نے
خود اس تخفیف کا اقرار فرمایا۔ البتہ تجبیر کی شدت و حفت بدستور رہی۔ اس عرصے میں
صاحب عالم مرزا جہاں قدر بہادر نے فرط محبت و خیر خواہی سے حکیم شیخ علی محمد صاحب لکھنوی
کو تار دیا اور حضرت کے حضور میں عرض کی کہ ایک اور طبیب نامی و تجربہ کار آجانا چاہیے
حضرت نے اپنے اراکین دولت سے رائے لی سبھوں نے استحسان کیا اور استخارہ بھی

جب بارک سلطان خانے میں پہونچے۔ صف ماتم بچھی۔ ہنگامہ نوحہ و فریاد دن بھر گرم رہا۔ دوپہر کو چیف
صاحب ایجنٹ بہادر آئے۔ نواب خاص محل صاحبہ منکوحہ شاہی اور بعض شاہزادگان نے تجہیز
و تکفین اپنے اہتمام اور صرف سے لینا چاہی مگر صاحب ایجنٹ نے مناسب جانا اور
اجازت نہ دی۔ خاص مصارف شاہی سے بہ ہدایت نواب خرم الدولہ بہادر و سطوت الدولہ
بہادر بند و بست کرایا۔ شام تک سب سامان درست ہو گیا اور نو بجے رات کو غسل
دیا گیا۔ اس وقت پھر صاحب ایجنٹ بہادر آئے اور حکم گورنمنٹ دو کمپنیان بنگال
انفنٹری کی پلٹن کا جو واسطے ہمراہی جنازہ کے لیے ساتھ لائے۔ دس بجے رات کو
سلطان خانے سے جنازہ مبارک بڑے تزک و احتشام کے ساتھ برآمد ہوا۔ جملہ
شاہزادگان و اہلکاران۔ ملازمین شاہی باچشم نمناک و گریبان چاک ملبوس ماتمی ہمراہ
تھے۔ [illegible] سے تا امام باڑہ سبطین آباد جہاں حسب استخارہ شمس العلماء مفتی
میر محمد عباس صاحب مدفن خاص قرار پایا تھا سب راہ روڈ پر ازدحام تھا کہ کہیں تل رکھنے کو
جگہ نہ تھی دور و نزدیک … ہنود و مسلمان پیر و جوان
مصروف نالہ و فغان تھے ہزارہا ساکنین کلکتہ و حوالی کلکتہ جنازے کے ساتھ روتے جاتے
تھے۔ آگے آگے گارڈ آف آنر اس کے بعد جلوس ملازمان شاہی ملبوس ماتمی
رسم نوبت خانہ وغیرہ رواں تھا سینہ زنی اور نوحہ خوانی کے شور سے زلزلے میں تھی زمین
اور گردش میں آسمان تھا جب جنازہ امام باڑہ سبطین آباد کے پاس آیا فوجیون
نے سلامی لی اور ماتمی باجا بجایا۔ بارہ بجے تجہیز و تکفین سے فراغت پائی۔ مہر درخشان سلطنت
نے زیر خاک منہ چھپایا۔ عالم میں اندھیرا چھایا۔ سچ ہے ؎

مرنے پہ ملا کفن کو دو گز کپڑا
سلطان و گدا کا ایک انجام ہوا

شاہ مرحوم نے اولاد و ازواج بکثرت چھوڑی ہیں۔ از ازواج میں دو منکوحہ اور تین سو

مستورہ عورتیں ہیں منکوحہ محلات میں نواب خاص محل مخدرۂ عظمیٰ اور نواب اختر محل صاحبہ ہیں۔

اس خاندان میں نواب صفدر جنگ نے تو البتہ ایک ہی شادی کی تھی باقی اور حکمران کثرت ازدواج سے محروم نہ تھے اولاد کی ایک فہرست ذیل میں درج کی جاتی ہے یہ فہرست آٹھ دس برس پہلے کی ہے غالباً اب اس میں کسی قدر کمی بیشی ہوئی ہوگی۔

۱۔ خسرو منزلت والا شوکت نوشیروان قدر مرزا محمد علی حیدر بہادر معتمد مصر ہیں۔	نواب خاص محل سے
۲۔ ابو ایوب فغفور جاہ خاقان حشم صاحب عالم مرزا محمد جواد علی بہادر۔	ایضاً
۳۔ ابوالنصر کیوان قدر صاحب عالم مرزا ولیعہد محمد حامد علی بہادر۔	ایضاً
۴۔ قمر قدر مرزا عابد علی بہادر۔	ایضاً
۵۔ آسمان جاہ مرزا کاظم علی بہادر۔	نواب رشک عالم صاحبہ سے
۶۔ صاحب عالم مرزا علی مرزا خوش بخت بہادر۔	اختر محل سے
۷۔ جنرل فریدون قدر محمد زبیر علی بہادر۔	"
۸۔ محمد علی۔	معشوق محل سے
۹۔ مرزا برجیس قدر۔	نواب حضرت محل "
۱۰۔ قمر حسن مرزا۔	مہدی بیگم صاحبہ "
۱۱۔ قمر قدر مرزا۔	"
۱۲۔ محمد عابد علی بہادر۔	فخر محل سے
۱۳۔ مرزا آسمان جاہ	رشک محل "
۱۴۔ قمر احسن مرزا۔	واجد محل "
۱۵۔ قمر احمد مرزا انجاہ علی بہادر۔	معشوق محل "
۱۶۔ مرزا محمد جوگی بہادر۔	جہان عالیہ محل "

۱۷- مرزا محمد جلال بہادر — صدف محل سے
۱۸- قمر حسین مرزا یاسر بہادر — اکلیل محل سے
۱۹- بلند جاہ مرزا محمد عسکری بہادر — عیش محل سے
۲۰- مرزا کام بخش بہادر — الفت محل سے
۲۱- روشن گہر مرزا قائم علی بہادر — حور محل سے
۲۲- مرزا مسعود علی بہادر — شاہنواز محل سے
۲۳- جہان پرور مرزا کاظم علی بہادر — دل افروز محل سے
۲۴- فرخ مرزا ابوتراب بہادر — نونہال محل سے
۲۵- مبارک مرزا علی بہادر — ہمایون محل سے
۲۶- اقبال جاہ مرزا محمد ہادی بہادر — تابان محل سے
۲۷- سیف الملوک مرزا خادم حسین بہادر — سہا محل سے
۲۸- تاج الملوک مرزا کاظم حسین بہادر — نجیب محل سے
۲۹- شعلان مرزا رضا علی بہادر — بینظیر محل سے
۳۰- سرور مرزا حسین علی بہادر — تابان محل سے
۳۱- بہادر جاہ مرزا محمد اکبر بہادر — شہزادہ محل سے
۳۲- ہمایون جاہ مرزا محمد اصغر بہادر — پیارا محل سے
۳۳- محمد علی مرزا بہادر — عالم افروز محل سے
۳۴- عوالی مرتبت مرزا محمد ابراہیم علی بہادر — دل نما محل سے
۳۵- دلاور جاہ مرزا محمد علی نقی بہادر — نگار محل سے
۳۶- خورشید مرزا محمد کاظم حسین بہادر — ملائق محل سے
۳۷- کامیاب مرزا محمد باقر حسین بہادر — دلاویز محل سے

۳۸ - دارا جاہ مرزا ابو العلی بہادر۔ — مبارک محل سے
۳۹ - بلند اختر مرزا محمد محتشم بہادر۔ — شباب محل 〃
۴۰ - مرزا اختر جاہ۔ — صغیر محل 〃

شاہزادی ہائے عصمت مآب کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱ - سپہر آرا نواب کبریٰ بیگم۔ — سلیمان محل سے
۲ - صغرا بیگم۔ — عزت محل 〃
۳ - جہان آرا بیگم۔ — حور محل 〃
۴ - سپہر آرا نواب زینب بیگم۔ — خاقان محل 〃
۵ - تخت آرا نواب شہر بانو بیگم۔ — نواب بیگم 〃
۶ - گیتی آرا نواب رقیہ بانو بیگم۔ — رشید محل 〃
۷ - وزیر آرا نواب منت السلطان بیگم۔ — ملکہ سرو سہی 〃
۸ - نواب سپہر آرا بیگم۔ — خاقان محل 〃
۹ - بنت الملک نواب صغرا بیگم۔ — معشوق محل 〃
۱۰ - تاج آرا نواب جدیدہ سلطان بیگم۔ — شہزادہ محل 〃
۱۱ - مرتبہ آرا نواب سکینہ بیگم۔ — سلطان محل 〃
۱۲ - ملک آرا نواب شہر بانو بیگم۔ — جہان پناہ محل 〃
۱۳ - نزاکت آرا نواب مہدی بیگم۔ — سرافراز محل 〃
۱۴ - مشعل آرا نواب معصومہ بیگم۔ — صنوبر محل 〃
۱۵ - نیلم آرا نواب اختر صادق۔ — صدر محل 〃
۱۶ - منزلت آرا نواب رقیہ بیگم۔ — محبوب محل 〃
۱۷ - عزت آرا نواب طیبہ بیگم۔ — نجم محل 〃

۱۸۔ حسن آرا نواب فاطمہ بیگم — عیش محل سے

۱۹۔ ملک آرا نواب عابدہ بیگم — عمدہ محل "

۲۰۔ بہار آرا نواب کنیز حسن بیگم — بوٹہ محل "

۲۱۔ بزم آرا نواب سکینہ بیگم — منصور محل "

۲۲۔ رزم آرا نواب خدیجہ بیگم — "

۲۳۔ شرف آرا نواب کنیز فاطمہ — حسن محل "

۲۴۔ مروت آرا نواب مہدی بیگم — ملکہ سیمین "

۲۵۔ شکوہ آرا نواب شیدا بیگم — اعلیٰ محل "

۲۶۔ گوہر آرا نواب نیکبخت بیگم — حسن محل "

۲۷۔ سیما آرا نواب کنیز جعفری بیگم — حضرت محل "

۲۸۔ بدر آرا نواب اکبری بیگم — خوش خصال محل "

۲۹۔ سریر آرا نواب معنی بیگم — مبارک محل "

۳۰۔ سلطان آرا نواب پوتی بیگم — صاحبزادی جنرل صاحب

۳۱۔ بادشاہ آرا نواب ہادی بیگم — ہادی محل "

۳۲۔ تاجدار نیک نہاد بیگم — محبوب محل "

۳۳۔ نکیبا نو بیگم — بارگاہ محل "

شاہزادے ۱۴۰ - شاہزادیاں ۱۳۳ - جملہ ۲۷۳ -

واجد علیشاہ کے عہد میں شہر لکھنؤ کی آبادی دس لاکھ تھی۔ ممالک محروسہ کی آمدنی ایک کروڑ بائیس لاکھ۔

مگر اب تو زمین و آسمان کا فرق ہے آبادی تو گھٹ کر ڈھائی لاکھ رہ گئی اور آمدنی کا تخمینہ چوگنا ہو گیا ہے۔

حضرت شاہ اودھ مرحوم کے مقبرہ پر یہ رباعی کندہ ہے۔

گر لاکہ برس جیے تو پہر مرنا ہے ۔۔۔ پیمانۂ عمر ایک دن بہرنا ہے
ہان توشۂ آخرت مہیا کر لے ۔۔۔ غافل تجھے اک روز سفر کرنا ہے

انضباط اوقات

شاہ اودہ مرحوم کے اوقات کا یہ نقشہ ہے۔

صبح کو پانچ بلکہ ساڑہے چار بجے بستر استراحت سے بیدار ہوتے اور بعد رفع حوائج ضروری نماز صبح ادا فرماتے بروقت نماز ایک آدمی پیچھے کہڑا ہو کر چلا چلا کے رکعتین گنتا جاتا تھا تاکہ سہو نہ ہو جائے۔ بعد ادائے نماز و الفراغ وظایف سفوف جسکا خطاب لب معشوق تہا نوش فرماتے اُس وقت بجز اُن لوگون کے جو کہ اوس کوٹھی کے متعلق ملازم ہین جہان کہ حضرت تشریف فرما ہین دوسرا کوئی اہلکاران اور کارگذاران شاہی سے ہیین حاضر ہو سکتا تہا۔ اُس وقت حضرت بعض بعض ضروری کاغذات ملاحظہ فرماتے اور دیگر کاغذات اور عرائض و مقدمہ جات و اقرارنامجات وغیرہ ہر پنجشنبہ کو ملاحظہ فرما کر بدستخط خاص مزین فرماتے۔ بعد نوش فرمانے لب معشوق کے جو کچھ آئے دن حضرت کے شوق سے نئی نئی عمارتین بنا کرتین جابجا کوٹھیان سجی سجائی کرتی تہین وہان تشریف لے جاتے اور اُن کی آراستگی کے اہتمام اور سیر مین مصروف رہتے بعد دوپہر قریب ایک بجے کے نماز ظہر ادا فرماتے بعد ازان خاصہ تناول فرما کر حسب دستور پہر اُس کام مین مصروف ہو جاتے۔ ساڑہے چار یا پانچ بجے مہمان سے اُن کامون کے انجام دینے کا حکم فرما کر گاڑی پر سوار ہوتے اور جہان مرضی مبارک ہوتی وہان تشریف لیجاتے۔ از انجملہ ۱۳ المحرم الحرام سے بالکل گاڑی پر سوار ہونا حضرت موقوف فرماتے اگرچہ حسب معمول دو بجے سے ورود وقت پر گاڑی تیار

حاضر رہتی مگر حضرت بادبہاری یعنی بوچہ بہی پر سوار ہوتے - یہ قاعدہ تین مہینے تک جاری
رہتا یعنی ۱۰ محرم سے ۱۱ یا ۱۲ ربیع الاول تک انہین دنون مین تمام ایوانات شاہی مین
بجائے فرش سنگ مرمر کے فرش قالین بچھ جاتے کل کوٹھیات اور باغات اور چکرا اور
پہاٹکون پر سفید روشنی ہونے لگتی - انہین دنون مین بعد جائزہ موجودہ کل کبوتران
شاہی کے خرید کبوتران شروع ہوتی - یہ خرید بہی اس تین مہینے کے عرصہ تک رہتی بعد ان
تین مہینون کے ۱۷ ربیع الاول سے حسب دستور سابق کل فرش قالین اٹھ جاتا - اور
فرش سنگ مرمر رہتا کل ایوانات اور باغات اور پہاٹکون وغیرہ پر سبز روشنی ہونے لگتی
اور بجائے سفید پر کالون کے سبز پر کالے بدل دیئے جاتے کوٹھی کے اندر بہی سبز جہالیے
اور سبز جہاڑ اور فانوس اور سبز کنول روشن کیئے جاتے تاکہ آنکہون کو ناگوار اور برے
نہ معلوم ہون -

انہین دنون مین خرید جانوران بہی شروع ہوتی اور بعد ان دنون کے موقوف
ہوجاتی - ہر فصل مین خرید جانورون یا کبوترون کی تعداد غالباً ستر اسی ہزار روپیہ کے اوسط
درجے مین ہوتی اور روپیہ باقساط ادا کیا جاتا -

قطعات تاریخ وفات حضرت شاہ اودھ

اگرچہ شعرائے نازک خیال وسخن گویان شیرین مقال نے صدہا قطعات تاریخ اپنی لیاقت
کے موافق تصنیف کیئے ہین مگر اس موقعہ پہم صرف چند تاریخین لکہتے ہین جو علاوہ دال بر واقعہ
ہونے کے حیثیت شعری کے لحاظ سے بہی عمدہ ہین - وہو ہذا

نتیجہ طبع منشی سید سراج الدین احمد صاحب

شہ واجد علی سلطان عالم رفت از عالم | بہا تا در کا تش از تن اہل عالم جان مضطر

رحیم و کریم و خلیق و حلیم — سخی متقی عادل و مہربان
دویم چارشنبہ ز ماہ عزا — ہوئے خلد آشیانہ زین خاکدان
چو شمع اودھ آفتابے نماندہ — بہ تشویش چون شب گشت روز جہان

ز جنون گفتہ ملک بہر سال
رفتہ از مقیم ریاض جنان

مصنفہ حامد حسین صاحب عابد سہوالی مختار عام ریاست رامپور متہم ضلع سیتاپور

نیست ہرگز ملک فانی با ثبات — بامیدا ے غافل از دل برگرفت
طالب ملک بقا شو از الہ — کو توان دادا فزو کشور گرفت
آن نمی دانی کہ سلطان اودھ — زین جہان بے بقا رہ برگرفت
چون ز ملک فانی او خرم دل شد — ملک باقی را ہوا در سر گرفت
گر تو سال حلتش پرسی ز من — گویم - او ملک بقا را برگرفت ۱۳۰۵ھ

ایضاً

سیر باغ ارم کو شاہ آگئے — نغمے چمن جن سے شکستہ باغ اودھ
مصرع سال ارتحال یہ ہے — ہوا ہوا سے گل چراغ اودھ ۱۳۰۵ھ

من تصنیف مولوی قربان علی صاحب قربان ملازم ریاست رامپور متہرا

دنیا سے جو کوچ کر گئے شاہ — جا خلد میں پائی حسب دلخواہ
پوچھا قربان نے سال رحلت — ہاتف نے کہا کہ رنج و غم آہ ۱۳۰۵ھ

نتیجہ طبع رسا مولوی عبدالرؤف صاحب عشرت لکھنوی تلمیذ جناب شیخ محمد جان صاحب شاد المعروف بہ پیر و میر

ہوئے شاہ اودھ جب خلد منزل — مٹی سب رونق بستان عالم
لکھی عشرت نے یہ تاریخ ہجری — سدھارے خلد میں سلطان عالم ۱۳۰۵ھ

مصنفهٔ سید اعجاز حسین العابدی اعجاز مرشدآبادی غفر اللہ ذنوبہ

منشی دفتر قضا و قدر — فرد عمر بشر چو کرد نظر

نام واجد علی شه ذیجاه — بود بر فرد چرخ عمر سیاه

جمع و خرج حساب عمرش سلخ — جمله اعداد شصت و شش پرداخت

پس بنامش خدمات نوشت — هیچ باقی نه بر حیات نوشت

داد دم واپسین بناکامے — چرخ با یاس کرد آن نامے

پیشش از مرگ هیچکس نرود — هیچ دفتر به پیشش پس نرود

حصهٔ عمر خود گرفته تمام — مرغ روحش رسیده لب بام

شاه والا به تخت خاک نشست — بر در آن امام پاک نشست

غمکده شد عمارت شاهی — هیچ باقی نه عشرت شاهی

نیست فی نفس یک نفس آرام — عیش و عشرت بخلق گشت حرام

حیات عالم نه حد جهان باشد — تا جهان یاد داستان باشد

گفت عیسے ز آسمان ناگاه

سال تاریخ تخت ماتم آه

[illegible]

ایضاً

کسے ماند باقی نه بر نیش تاک — چه نیرنگی قصر مینائے فام

نه کسرے نه دارا نه کاؤس ماند — سپهر یادگار اند این چند نام

نه فغفور زرین کلاه — نه در دست زال گرز و حسام

کجا جشن خسرو کجا جشن جم — که دور قدح بود هر صبح و شام

نگه کن سوئے خفتگان عدم — کجا گور رستم کجا قبر سام

به یکدم بود قصر قیصر خراب — کنند چغد مسکن بیا هائے بام

عجائب تماشا ہے بزم جہان
صد افسوس سنِ وفات و آہ و الم
سکندر سریر و فریدون حشم
سوم بود تاریخ ماہ عزا
چو زد بر دلش نقش حب حسین
ز لطفش بفردوس جنت رسید
بقصر زبرجد سکونت گزید

کجا دور گردون کجا دور جام
کہ واجد علی شاہ عالی مقام
سلیمان شکوہ و فلک احتشام
ز دار فنا شد بدار القیام
شدہ سرخرو پیش شاہ انام
نمودند تعظیم حوران تمام
تیاش بعزو حشم شد دوام

چنین گفت اعجاز تاریخ ہجر
بگو رفت گلزار دار السلام
۱۳۰۵ھ

ایضاً

جہان عالم ز چشم خاکی چون
شور ماتم ز آسمان برخاست

ز جہان گردد ماہ محرم رفت
کہ ز مین حیف نام حاتم رفت

سال تاریخ با دل غمگین
گفتمش آفتاب عالم رفت
۱۳۰۵ھ

ایضاً

جہان عالم زیبا بہشت شاخ طوبیٰ

بود اعجاز سخن ناظم رنگین گفتار

بہ فکر تاریخ وفاتش چو نمودم اعجاز
گفت رضوان بنگر طوطی شیرین گفتار
۱۳۰۵ھ

نتیجہ فکر رسا شاعر سخندان شیرین بیان مرزا محمد زکی علی خان صاحب نبیرہ
جناب نواب سرفراز الدولہ حسن رضا خان بہادر

فقط ہے تو ہی یا اللہ باقی

ہمیشہ رہے محمد او شاہ باقی

ہوئے ہیں تیسری کو بے حد جو کد | کو ئین سے حضرت یوسف برآمد

ہمارا یوسف گم گشتہ سلطان | نہ پھر آیا رہا یہ شہر ویران

خبر کیسی اڑی اسے تار برقی | جلایا دل کو مثل عود غرقی

کیے ہیں دل کے پرزے انجمن نے | دکھایا لخت دل تار نظر نے

ستمبر شہر دو و تیسرا تمہ | شب بست و نہم یا رب ستمگر

شب سوم تھی اور ماہ محرم | گیا جا بہشت میں ماہ عالم

سرور جان عالم جان عالم | شہنشاہ اودھ سلطان عالم

ابو المنصور دین ناصر الدین | سکندر جاہ خاقان حق آئین

شہ قیصر زمان خسرو یگانہ | خوش اوقات و حق آگاہ زمانہ

شہ واجد علی سلطان کشور | سخنور تاجور مشہور اختر

ہمائے اوج برج سعادت | سلیمان منزلت یوسف جلالت

خدیو پاک عبد حی قیوم | بدل بے شک غلام شاہ مظلوم

کٹے بتیس سال آخر محن میں | رہے محبوس کس غربت کدہ میں

عزادار حسین ابن علی تھے | بلا شک جان نثار مرتضیٰ تھے

ہوئے ہیں جان بحق رنج و محن میں | گئے بزم شہنشاہ زمن میں

بدل مصروف تھے آقا کے غم میں | خوشی سے جان دی کربلا کے غم میں

ہوا ہے بالغط حرفوں سے معلوم | کہ واجد بود قوم شاہ مظلوم ۱۳۰۵ھ

اسی صورت سے بہر تاریخ مفہوم | کہ ہجر اودھ وصل شاہ مغموم ۱۳۰۵ھ

زکی کیا فکر سو دو جہان میں
کہ داخل ہو گئے اختر جنان میں
۱۳۰۵ھ

نتیجہ طبع منشی ابراہیم حسین صاحب فارسی مدرس نارمل اسکول لکھنؤ

شہ واجد علی سلطان عالم — چو از وحشت زر فلک بیرون ملک رفت
ملک فرمود تاریخ از سر آہ — ز دنیا شاہ در برج فلک رفت ۱۸۸۷ع

نتیجہ فکر بلند منشی اشرف علی صاحب اشرف

حاتم دوران شہ واجد علی — آئی قضا ان کو عدم لے چلی
جتنے تھے وابستہ ہوئے بدحواس — ٹوٹ ہی ہائے بری کل دل کی آس
صحن مکان عرصۂ محشر ہوا — [illegible] آہ و بکا
تیرہ و تاریک جہان ہو گیا — آہ [illegible] خورشید جہان ہو گیا

مصرعۂ تاریخ یہ اشرف لکھو
[illegible] سلطان [illegible] ۱۳۰۴ھ

من تصنیف منشی اکرام الدین حسین خان [illegible]

ز دنیا رفت چون واجد علیشاہ — شہ [illegible] عالیشان [illegible]
بلائے آسمانی گشت نازل — ز [illegible] سلطان چہ گویم
بہ حال زار اہل لکھنؤ حیف — فغان و گریہ [illegible] ساز مردم
سزاوار است بہ بیتابی شان — کہ این آمد ستم بر [illegible]

نوشت اکرام این ہم سال رحلت
ز روئے آہ و درد و شیون و غم
۱۳۰۴ھ

ایضاً

مل بسے واجد علیشاہ اودھ — جن کی صحت کی دعا تھی صبح و شام

زین حادثہ بسان گل و لالہ خلق را — دل لخت لخت گشت و جگر داغ داغ شد

آئندہ تا حکومت سرکار انگلشیہ است — از خاندان خطاب شہی بی سراغ شد

حقا با فتراق تن و روح بادشاہ — بلبل ز بوئے گل ہمہ تن بد دماغ شد

بے شک تحمل از پے تفریح روح او — بعد فنا فضائے لحد خانہ باغ شد

بیمے ز دشمنی نہ بجا نے ز دوستی — از گریہ و ہر دو عالم فانی فراغ شد

تاریخ رحلتش ز سر درد ہاتفے

برخواندہ آہ شام اودھ بے چراغ شد

سنہ ۱۳۰۵ھ

ایضاً

از تصنیف شاعر مختصر سنج و سخنگوی جادو بیان جناب حضرت سید محمد مرتضیٰ صاحب یزدانی و بیان تخلص ...

بحالِ حضرت واجد علیشاہ — زمین پر لسے فلک تھا دوسرا چاند

جہان سے دیدۂ مردم میں تاریک — اندھیرا چھا گیا کیونکہ جب اُٹھا چاند

سکا جب گوہرین شمس فلک حق کو — پکارے سب گہن میں آ گیا چاند

ریاض جاہ کا رنگین تھا پھول — سپہر جود کا روشن تھا چاند

ملائک پاسبان انجم جواہر — فلک تخت مرصع بادشاہ چاند

ہوا کلکتہ واقع سوئے مشرق — تعجب ہے کہ مشرق میں چھپا چاند

ہوئے اس غم میں غرق نیل ماتم — عطارد مشتری زہرہ سُہا چاند

بیان نے جب اٹھایا کلک تاریخ — ورق تحریر غم کا بن گیا چاند

زروئے طیش کی الفت نے فریاد

چھپا مٹی میں مٹیا برج کا چاند

۱۳۰۵ھ

گل غم زدہ لا دباسے ہین
صورت شیشہ جھکیان لیکر
مرغ بسمل بنے ہین متوالے
ایک دن مین ہوئین ہے نام شراب
چلاتے ہین دختر رز کو
جتنے گلشن ہین آج ویران ہین
بلبلون کا بلند ہے نالہ
چاک کلیون کا گریبان ہے
روتے روتے پہوٹے بیاری ہین
ہوگئے پہول باغ کے بیمار
کچھ بھی اس درد کا نہین چارہ
ہر طرف بو اسر بیاتی ہے
خاک اڑاتی ہے باغ مین ہر سو
کہ وہ فریادگاہ نالہ ہے
ایکدم بھی نہین الم سے قرار
سیتے رہتے نہین ہین شام وسحر
بیخود ایسے چمن مین ہین صیاد
غم سے کاہیدہ ہوگیا سبزا
مسی سوسن کرہو نہ پر جو نہین
دشت پر خار باغ ہین سارے
روتے کہتی ہین بلبلین باہم

خم سبو جام شیشہ خالی ہین
دختر رز گذر رہی ہے آٹھ پہر
پڑ رہے ہین شراب کے لالے
دہوئے وہاسے پڑے ہین جام شراب
آپ دوران سے ہے ساغر کو
چاک پہولون کے جیب و دامان ہین
داغ بر دل الم سے ہے لالہ
حال سنبل کا بہی پریشان ہے
چشم نرگس سے اشک جاری ہین
شکل صدبرگ زرد ہین رخسار
بوئے گل پہر رہی ہے آوارہ
خاک سر پر صبا اوڑاتی ہے
اب نہین قمریون مین وہ کوکو
طوق ماتم گلے مین ڈالا ہے
ڈالیان سر پٹکتی ہین ہربار
کف افسوس مل رہے ہین شجر
قید بلبل کی فکر سے آزاد
زرد ایسا ہے جس طرح گیندا
کسکے ماتم مین ہے یہ سوگ نشین
غم سے ہین سینہ چاک فوارے
ہائے واجد علی شہ عالم

فی الحقیقت یہ حال سب ہے جانکاہ ۔ کیا غضب ہوگیا معاذ اللہ
شہر بار دگر ہوا ویران ۔ لکھنؤ ہوگیا ہے ہو کا مکان
چرخ سے بیکسی برستی ہے ۔ بے شہنشہ اوجاڑ بستی ہے
ہے سبھون کی زبان پہ یہ نالہ ۔ ای بسا آرزو کہ خاک شدہ
روز روشن ہوا ہے غیرت شب ۔ لکھنؤ والے پیٹتے ہین سب
جسقدر غم کرین بہت کم ہے ۔ شاہ واجد علی کا ماتم ہے
زندگی اپنی ہے سبھون کو حرام ۔ ہے تلاطم کہین کہین کہرام
ہوش باقی نہین ہے بچونین ۔ روتے پھرتے ہین لوگ گلیون مین
لکھنؤ پھر ہوا خراب و تباہ ۔ راست کہتا ہون اشہد باللہ
یہ ہی پھرتا نہین تباہی سے ۔ صف خاک کو ہے بادشاہی سے
جب سے اس شہر مین ہوا انگریزی ۔ تھی کچھ امید بادشاہی کی
ہے ہوس آج لوٹ گئی ۔ شہر کو فوج پاس لوٹ گئی
غم و غصہ سے بدل گئی شادی ۔ اب نہین کچھ امید آبادی
ہر مکان مین بپا شور برپا ہے ۔ حسرتون کا جنازہ اٹھتا ہے
[illegible] حال فوت شاہ کا سب ۔ آدم باز بر سر مطلب
شہر والون سے ہے یہ میرا بیان ۔ سب پہ واجب ہے ماتم سلطان
نمک اس گھر کا سب نے چکھا ہے ۔ اک جہان خانہ زاد اونکا ہے
جھوٹ سچ راویون پہ اسکا ہے ۔ مین نے جتنا سنا وہ لکھا ہے
دوسرا غم ہوا محرم مین ۔ کیا ستم ہوگیا محرم مین
ایک تو ہے امام کا ماتم ۔ ایک اونکے غلام کا ماتم
دی غم شاہ دین مین اپنی جان ۔ عہد آقا پہ ہوگیا قربان

یون تو مدت سے تھے علیل حضور
پر ہوا اندنون مرض کا فتور

چند امراض اور تھے شامل
ہو سکا جب نہ اونکے صحت کل

تیسری رات تھی محرم کی
چار شنبہ کی شب شب غم تھی

کس سے اوس شب کو دون بھلا تشبیہ
شب عاشور تھی بلا تشبیہ

ساعت فوت جب قریب آئی
ہنس کے سب سے یہ بات فرمائی

ہے طبیعت مری فقیرانہ
کچھ نہ ہو گر دو فرش شاہانہ

قبر پر سایہ کا نہ نام رہے
میری تربت رہے تو خام رہے

نصف شب پر جو دو بجا اوس آن
ہوئے بے چین حضرت سلطان

کلمہ پڑھ کے سو گئے جلدی
جان شیرین سپرد خالق کی

سب فضا باغ خلد کے لوٹی
روح قید فرنگ سے چھوٹی

اپنے بیگانے جان کھونے لگے
سب محل گرد و پیش رونے لگے

کوئی کہتی تھی اوس گھڑی رو رو
ہائے کیسا غضب ہوا لوگو

ہم نہ مرجائین لاش کو دیکھین
اے کنہیا تجھے کہان ڈھونڈین

کون ہمکو تسلیان دے گا
کون ان کو مہینون مین بیٹے کا

رنڈیون کی یہی آتی تھی آواز
کون اوٹھائے گا اب ہماری ناز

کون بچون پہ رحم کھائیگا
کون ہمکو گلے لگائے گا

رشتہ الفت کا سب سے توڑ گئے
کون ہے ہمکو کس پہ چھوڑ گئے

آسمان نے یہ کیا ستم ڈھایا
سر سے وارث کا اوٹھ گیا سایا

مٹ گیا نام سلطنت کیسا
اب نہ اس گھر مین بادشاہ ہوگا

آسمان نے تو کر دیا گھر صاف
دیکھین انگریز کیا کرین انصاف

ہوا آہی فلک کا منھ کالا
ہائے کیسا یہ تفرقہ ڈالا

درِ دولت پہ تھا جو جسم حقیر
ہو گیا بے چراغ کاشانہ
دفن کو جب چلا وہان تابوت
ساتھ چلے جب جنازۂ اطہر
دو محل شہ کے زیر خاک ہوئے
کہتے ہین جب یہ حشر تھا برپا
جب سنی انتقال شہ کی خبر
کھینچ کر ایک نالۂ جانکاہ
پڑھتے جاتے تھے لوگ سب قرآن
کر دیا بعد غسل زیب بدن
با جزاء احتیاط و صد محنت
اُسنے ہمنام حضرت عباس
مجتہد عالم مسائل دین
جب انہون نے نماز پڑھوائی
کچھ صفون کا نہ تھا حساب و شمار
جب جنازہ لحد تلک پہونچا
تھے جو ظل آلہ شاہ زمن
بحرِ شاہی کا جب دُرِ مکنون
حصنِ لیم سے سرہوئین تو مین
دفن ہوتے ہی باہمہ شوکت
جب تلک سبز باغ عالم کی

لاش اوٹھانے کی پھر ہوئی تدبیر
لاش اوٹھی با جلوس شاہانہ
حسرتون کا یہان اوٹھا تابوت
لب تالاب رشک کوثر پہ
پیٹتے پیٹتے ہلاک ہوئے
تھے طبیب آکے وہان ہلی غمزا
دفعتہً کوہ غم گرا دل پر
پہونچے جنت مین شاہ کے ہمراہ
آیۂ کل من علیہا فان
کفن کربلا و بُرد یمین
جب گھڑی غسل سے ہوئی فرصت
عالم باعمل بربِ الناس
بحرِ کشتیِ نبی کے ذرّین
سب کی چھاتی الم سے بھر آئی
وہان محاسب کے عقل تھی بیکار
شور رونے کا تا فلک پہونچا
نور سے قبر ہو گئی روشن
صدفِ قبر مین ہوا مدفون
تعزیت کی بہت جو تھین آئین
داخلِ خلد ہو گئے حضرت
عمر ستر برس سے کچھ کم تھی

کہی رو سال پای آہ سے	افسر فرق سلطنت ہے ہے ۱۳۰۵
مرثیہ ہے یہ مثنوی کیا ہے	نام اشک مسلسل اسکا ہے

قطعہ تاریخ وفات من تصنیف حضرت عیش لکھنوی

نالہ از دست دہر نا فرجام	داد از ظلم آسمان کمین
شاہ واجد علی شہ عالم	صاحب تخت و تاج و نیل و نگین
خسرو کشور عدم گردید	عالمے شد بماتمش غمگین
روز دوم چو مہر گشت غروب	در عزا ماتم حسین حسین
بہ شب چارشنبہ شد تشریف	بعد دو پاس رفت بہ خلد برین
از وفات چنین شہ عادل	خون بیارید آسمان و زمین
گذشت اختر نار سیدیان	از جہان رفت پس بہشت مکین
دفن شد در مقام مٹیا برج	خاک کلکتہ یافت در ثمین
عیش تاریخ گفت در ماتم	بجنان رفت و شد بہ عرش نشین
بار دیگر بہ صد ہزار الم	بود در فکر سال طبع حزین ۱۳۰۵
گفت دل چون فتاد تا بحشم	شد نہان ماہ سلطنت بزمین ۱۳۰۵ھ

ایضاً

دریغا شد ازین دار غم و ہم	شہ واجد علی سلطان عالم
ربودہ از سر صاحبدلان ہوش	جہان در ماتم او شد سیہ پوش
شدہ مدفون چو سبطین آدم	نوید مغفرت رضوان باداد
بسر بگذاشت دیہیم کرامت	قدم بنہاد در باغ جنت
شنیدم عیش چون تا حال غمناک	صدائے نالہ ام پرسید افلاک
بصد حزن و ملال و رنج و ماتم	بتاریخ وفاتش فکر کردم